

# اکابر کی زاهدانہ زندگی

حضرت امجد الدہلیہ برکاتی  
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی  
رشید وقت حضرت گنگوہی  
شیخ الاسلام حضرت مدنی  
شیخ الحدیث مولانا احمد علی قادری  
مولانا فضل الرحمن راجہ مراد آبادی  
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا  
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری  
حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری  
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی  
ہدایت علامہ غوث جردی  
قائد ملت مفتی محمود  
حضرت مولانا عبدالحق کسٹنی  
پیر طریقت ملا خان گل  
استاد الکمل حافظ سرفراز کوٹی  
اور ان جیسے  
عظیم شکرین کی زاهدانہ  
زندگی کے چند حسین  
لمحات کا تذکرہ۔

مؤلف

سید حبیب اللہ مردانی

پیش لفظ

عبد اللہ القیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ  
خالق آباد • ضلع نوشہرہ • سرحد - پاکستان



انتساب

میں اپنی اس حقیر علمی اور روحانی اور واقعاتی کاوش کو  
 ۱۔ اپنے مادر علمی جامعہ الہیہ پریرہ اور اپنے تمام اہل کرام  
 بالخصوص مشہور کالر و مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہم  
 انعامی اور

۲۔ اپنے روحانی مربی قاری عبدالغفور صاحب وزیرستان

۳۔ اپنے والدین کریمین  
کے نام منسوب کرنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان محسنین کا سایہ دوم  
سلامت رکھے اور مجھے ان سے مزید علمی استفادہ اور قیصری علمی کام  
کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ (آمین)



فہرست مضامین  
اکابر کی زاہدانہ زندگی

| صفحہ | عنوان                                  | صفحہ | عنوان                                |
|------|----------------------------------------|------|--------------------------------------|
| ۲۲   | اگر میں اہل ہونا تو اللہ مجھ کو اپنے   | ۸    | انتساب                               |
| ۲۳   | حضرت نانوتوی کی زاہد اندازگی           | ۱۱   | مجلس عقد ۱ مولانا محمد القیوم عثمانی |
| ۲۴   | سوگی روٹی کھایا کرتے                   | ۱۳   | زمانہ نگار ۱ مولانا قاری عبدالغفور   |
| ۲۴   | دو بیگ صاحب کمال سمجھتے ہیں            | ۱۴   | تقریر ۱ علامہ سلطان نعمی عادلہ طہری  |
| ۲۵   | شیر چھوڑ کر چلے گئے                    | ۱۶   | تقریر ۱ مولانا سلیم بہادر خانوی      |
| ۲۵   | لہوا کی ضرورت ہے                       | ۱۷   | حرف آفاق                             |
| ۲۷   | مولانا نانوتوی پیدل چارہ تھے           |      | سید الخاندقہ طاحی                    |
| ۲۷   | حضرت نانوتوی کی مطہری روٹی             |      | الہاد اللہ مہاجر مکی                 |
| ۲۸   | دوسو بیچا لوٹے (۲۵۵) لاکھ کیا کروں گا۔ | ۲۱   | نامہ سر ہند و ہار دہلی               |
|      | بانی دارالعلوم راج پور اپنے ہاتھوں سے  | ۲۱   | فتاویٰ و احکامیت لکھا ہے             |
| ۲۹   | برقی حال لکھایا کرتے تھے               | ۲۱   | قاسم علیہم و الخیرات                 |
| ۲۹   | ہم دینیاتی لوگ ہیں                     | ۲۲   | مولانا محمد قاسم نانوتوی             |
| ۳۰   | حضرت نانوتوی کا زہد و اقامت            | ۲۲   | انتخاب اہل پختی ہے                   |
| ۳۱   | حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی           |      |                                      |
| ۳۱   | زاہدانہ اور حق مت پندارہ طبیعت         |      |                                      |



| صفحہ | عنوان                                 | صفحہ | عنوان                                   |
|------|---------------------------------------|------|-----------------------------------------|
| ۶۳   | لاکھ روپیہ پر خاک ڈالو                | ۵۰   | دنیا جیتے جاگتی جنت                     |
|      | شیخ الحدیث حضرت                       | ۵۱   | کمال سادگی                              |
| ۶۵   | مولانا محمد زکریا                     | ۵۲   | سے گرج                                  |
| ۵۶   | محبت استاد کو آٹھ سو کی تحفہ پر ترجیح |      | پائیس کو کھائی میں گھر میں کھانے پیے کا |
|      | فراق استاد کی وجہ سے ۱۲۰۰ کی تحفہ کی  | ۵۲   | سامان بھی نہلا                          |
| ۶۵   | پیشکش مسٹر کردی                       |      | بے پرو سامانی کی کیفیت دیکھ کر ڈاکٹری   |
| ۶۷   | دوسرے میں آپ کا لحاظ ہے               | ۵۵   | خدا کو حبیہ                             |
|      | دوسرے کے پیچھے چلانے کے متعلق ایک     | ۵۶   | ساجز اول کی تربیت میں احتیاط            |
| ۶۶   | عجب واقعہ                             |      | سادری مات سروی برداشت کی لیکن           |
| ۶۸   | پلیٹ فارم سے نکت قرض لیا              | ۵۶   | سوال نہیں کیا                           |
|      | شیخ الحدیث دولت سے کس قدر بے نیاز     |      | تنبیلی جلسہ میں شرکت کے لئے نہیں        |
| ۶۹   | تھے                                   | ۵۷   | امداد                                   |
|      | شیخ الحدیث حضرت مولانا                |      |                                         |
| ۷۰   | سید محمد یوسف بنوری                   | ۶۰   | حضرت مولانا فضل رحمان                   |
|      | دوسرے چاول کا دلیر                    |      | گنج مراد باری                           |
| ۷۱   | میرے اللہ مجھے دے گا                  | ۶۰   | مجھے کیا ضرورت ہے ؟                     |
|      | دوسریں کی خاطر دوزخ کا ایذا من جتنا   | ۶۰   | گورنمنٹ کارڈ پر لے کر کیا کرونگا؟       |
| ۷۱   | نہیں چاہتا                            | ۶۱   | دوا دہاری دیکھ کر کی بیماری تھی         |
| ۷۲   | میری بات سننے ہی نہیں                 | ۶۱   | میرے ہم کیا کریں گے؟                    |
| ۷۳   | حضرت بنوری کا رقم کو لکھنا            | ۶۲   | سحاب ایک خرابہ قاصت کرتے تھے            |

| صفحہ | عنوان                                | صفحہ | عنوان                              |
|------|--------------------------------------|------|------------------------------------|
| ۳۶   | ذبح جہو پے بھڑکائی                   | ۳۶   | حضرت گنگوئی کا زہد استقامت         |
| ۳۶   | ذات کے ساتھ رقم لکھا مکتور نہیں      | ۳۶   | الحمد للہ کبھی قرض نہیں لیا        |
| ۳۰   | زہد کیا ہوگا؟                        | ۳۶   | کیا اب بھی مہمہ کھانا نہ کھا سکیں  |
| ۳۶   | دس سال کرور رقم کا حساب              |      | کسی دوسرے مصرف خیر میں خرچ کر دیا  |
| ۳۶   | شیخ الہند کے راستے سے نہیں بہت سکیں  |      | جائے                               |
| ۳۶   | سلاطین کے دربار سے مجھے کیا مصافحہ؟  |      | آپ مہمہ لہاس پہنچتے تھے تاکہ معلوم |
| ۳۶   | چرمدہ جی کا کافی کر لے گئے           | ۳۶   | ہو جائے کہ کپ کوئی نواب ہے         |
|      | شیخ اشیر حضرت مولانا                 |      | حکیم الامت حضرت مولانا             |
| ۳۳   | احمد علی لاہوری                      | ۳۳   | اشرف علی تھانوی                    |
| ۳۳   | اکی خفت پریشانی کبھی نہیں ہوئی       | ۳۳   | نقد بغیر ہدیہ نہ دیا جائے          |
| ۳۳   | شکایت مال شکایت رتبہ ڈاؤن لال ہے     |      | زاکر از ضرورت مال کے استعمال کا    |
| ۳۳   | بخت بھر بیٹھے ہوئے جہلوں سے گزرا کیا | ۳۶   | ریاست کو شرمنا اختیار نہیں         |
| ۳۳   | کاراج پر صلیہ لینے سے انکار          | ۳۶   | "یہ حقوقی اعداد تھے"               |
|      | مولانا سید اہل سندھی کے ذمہ صلیہ     | ۳۷   | یہ جملہ ہوتا تو لے لیا             |
| ۳۵   | زادانہ تربیت                         | ۳۷   | میری وجہ سے دو شخصان ہوں گے        |
| ۳۶   | تربیت تو کل                          |      |                                    |
| ۳۷   | ذریعہ معاش                           |      | شیخ الاسلام حضرت مولانا            |
| ۳۸   | زہد و ورع                            | ۳۸   | حسین احمد مدنی                     |
| ۳۹   | اجتنابی عسرت دنیایت سادگی            |      | پیسے نہیں پیسے چاہئے               |
| ۵۰   | میں گھر میں خرچہ بھول گیا            | ۳۸   | اباد پیسہ دینے                     |

| صفحہ | عنوان                               | صفحہ |
|------|-------------------------------------|------|
| ۸۳   | مجاہد ملت حضرت                      | ۸۳   |
| ۷۴   | مولانا غلام غوث ہزارویؒ             | ۷۴   |
| ۷۶   | اللہ نے آپ کا رزق کبھی دیا          | ۷۶   |
| ۷۶   | چائے کا شہ پڑھا                     | ۷۶   |
| ۷۶   | مولانا ہزارویؒ کی دورویشی           | ۷۶   |
| ۷۸   | میں ساری زندگی تمہیں راحت و آرام نہ | ۷۸   |
| ۷۸   | اسے کا                              | ۷۸   |
| ۸۵   | امیر شریعت                          | ۸۵   |
| ۸۶   | سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ            | ۸۶   |
| ۸۶   | دولت انسان کے خدمت کے لئے ہے        | ۸۶   |
| ۸۶   | مردم ہٹنے کے لئے نہیں               | ۸۶   |
| ۸۶   | بہ چارہ افسردہ وہاں ہوا             | ۸۶   |
| ۸۶   | اللہ نے ملک دہلی کی لائق رکھی       | ۸۶   |
| ۸۶   | منصف دلی تھی ایک بوری شاہی کی نذر   | ۸۶   |
| ۸۶   | کروں گا                             | ۸۶   |
| ۸۶   | شیخ الشیر حضرت مولانا               | ۸۶   |
| ۸۶   | محمد اور یس کا ندہ صلوئی            | ۸۶   |
| ۸۶   | پچاس کی بجائے چالیس روپے ہزار       | ۸۶   |
| ۸۶   | کرو                                 | ۸۶   |
| ۸۶   | سو گئی روٹی کی دعوت                 | ۸۶   |

| صفحہ | عنوان                                      | صفحہ |
|------|--------------------------------------------|------|
| ۹۰   | عزیز سلطان فنی عارف طاہری                  | ۹۰   |
| ۹۰   | پرواز، ساجد کو مستور کر دیا اور دفاتر      | ۹۰   |
| ۹۰   | مہر علی بیگ                                | ۹۰   |
| ۹۱   | دن اکبریا کی پیشکش احمدی                   | ۹۱   |
| ۹۲   | مولانا مظفر حسین پانڈہ صلوئی               | ۹۲   |
| ۹۲   | ماں سے کھانا کھانا                         | ۹۲   |
| ۹۲   | ہم تیار سے قاتل کیا                        | ۹۲   |
| ۹۳   | مولانا عبدالحق نقشبندی گسٹری               | ۹۳   |
| ۹۶   | بی طریقہ طاہر خان گل گسٹری                 | ۹۶   |
| ۹۷   | استاذ الکمل حافظ سفر بڑا کوئی              | ۹۷   |
| ۹۹   | حضرت                                       | ۹۹   |
| ۹۹   | اللہ کا واسطہ رکھتے ہیں                    | ۹۹   |
| ۹۹   | آج پیسے آئے تو کمالیہ ہاں ہوا              | ۹۹   |
| ۹۹   | موت آئے اور ملک میں چیدہ ہو                | ۹۹   |
| ۹۹   | نویں دن ان کے خلیفہ عمر کرتے رہے           | ۹۹   |
| ۹۹   | شیخ عبد اللہ بن القریظی اور امیر           | ۹۹   |
| ۹۹   | میاں بی اور محمد کا نام                    | ۹۹   |
| ۹۹   | مجھے حکم ملا میں اضافہ منظور نہیں          | ۹۹   |
| ۹۹   | یہ غلام میرے سر میں نہیں رہے گی            | ۹۹   |
| ۹۹   | اس محنت سے کہاں ہو جائے گی                 | ۹۹   |
| ۹۹   | منفی محمد شفیع کا واقعہ                    | ۹۹   |
| ۱۰۳  | اشیاء کا جو سہی ہوگا مارا نہیں جی کا اصرار | ۱۰۳  |



## پیش لفظ

از: معروف سکاڑہ معروف مصنف

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ

الحمد لله على هذه الرسالة والصلوة والسلام على خاتم المرسلين.

زاہد و قیامت ایک ایسا وصف ہے کہ جس سے دارین کی خوشحالی وابستہ ہے۔  
فاضل مؤلف مولوی حبیب اللہ مردانی ہمارے جامعہ الہیہ کے ایک لائق فاضل اور ہونہار  
حاسب علم ہیں اور انھیں اکیڈمی کے رکن بھی۔ مطالعہ کتب کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، بات کو  
رکھتے بھی ہیں اور اس کو بیان کرنے کے ذہن کی آمگ بھی رکھتے ہیں۔ سب سے بڑی  
بات یہ ہے کہ اپنی پختہ تصنیف میں جو موضوع بیان ہے وہ اپنی جگہ بہت خوب ہے۔

اکابر کی زاہد زندگی سب جانتے ہیں کہ ایک عکس جمیل ہے حضور اکرم صلی اللہ  
صلیہ وسلم کی زندگی کا جن کے ذریعے قاری بہت جلد اجار سنت نبوی ﷺ کی منزل تک  
تجلی سکتا ہے اور دارین کی زندگی میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ اکابر کی زندگی محل کو انکشاف کرنے  
میں نہایت عمدہ و معاون ثابت ہوتی ہے۔ فاضل مؤلف ترتیب میں سید اللہ کو سب سے

جو ہم دل پہ اس کا کرم دیکھتے ہیں  
تو دل کو یہ از جام جم دیکھتے ہیں

زاہد و تقویٰ ہر گئے مایوس تھی ہوئی  
ان کے قدموں کے تلے کس دھند دیا  
اے خاتم نبی رضا مطلوب سب دنیا کو ہے  
کیوں نہ جو تو نے ہمیں طیبہ دیا سکھ دیا  
آگے دیا ہی میرا انجام تھا ہر مستزید  
دیکھنے کے واسطے سرکار ﷺ کا روضہ دیا

(حبیب الرحمن شکرانی)

پہلے لائے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، ارشد وقت حضرت گنگوہی، حضرت عظیم الامت، حضرت شیخ الشیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا فضل الرحمن رحیم مراد آبادی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، حضرت بنوری، حضرت بخاری، حضرت کاندھلوی، حضرت قاری ملت، حضرت مجاہد ملت اور حضرت شیخ القرآن جیسے عظیم شخصیات کی زہدانہ زندگی کے چند واقعات منتخب کر کے جیل تحریر میں لائے جن کے مطالعہ سے انسان اللہ عوام و خواص ہر دو کو بے حد نفع ہوگا۔

یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی اس کتاب کو مقبول بنائے اور مؤلف کے قلم میں مزید جلالی، روحانی مدد فرمائے اور اخلاص، علم، عمل اور درجات میں ترقی عطا فرمائے۔

عبدالقیوم جہانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برائے پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ درحد پاکستان



## دُعائیہ کلمات

از: شیخ طریقت حضرت مولانا قاری عبدالغفور صاحب وزیرستانی مدظلہم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده، اما بعد !

ہمارے اکابرین کی برہنہ سب سے سنجیدہ یہ ہے کہ چھٹے چھٹے نظر آتی ہے۔ زہد بھی آپ کے زندگیوں میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ مولانا حبیب اللہ سلمہ اللہ نے اکابر کی سوانحات سے منتخب زہدانہ واقعات لکھے ہیں، جسے پڑھ کر اکابر کی زہدانہ زندگی قابل ہلید نمونہ سامنے آتا ہے۔ اللہ کریم مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرما کر عوام و خواص میں مقبول فرمائیں اور مؤلف کے علم و عمل، زبان و قلم میں مزید ترقی عطا فرمائیں۔

وما ذالك على الله بعزيز -

عبدالغفور وزیرستانی

فاطمہ روڈ ملیانوالہ کلے مردان



## تقریر

از : مناظر اسلام، وکیل احناف، شیخ القرآن والحدیث  
حضرت علامہ سلطان غنی عارف طاہری صاحب مدظلہم  
کھوئی برمدل مردان

الحمد لله الذي من على المؤمنين بخلق الرسل من سمعهم جسيم  
الكتاب والحكمة ويزكيهم . والصلاة والسلام على سيدنا محمد المبعوث  
الى الخلق لتهذيب عقائدہم و اعمالہم والذي حث المسلمين بتحمل البلاء  
لرفع درجاتہم و قال اشهد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل فسالک  
اللهم اذا اردت بقوم فتنة فافضنا اليک غیر مفتونين . وبعد

زیر نظر کتاب "اکابر کی زہدیت و زندگی" مؤلفہ عزیز ممدولوی حبیب اللہ صاحب  
سلمۃ اللہ تعالیٰ اکابرین علماء کے زہدیت و تقویٰ کی حکایات پر مشتمل ایک عظیم کتاب ہے۔ زہد پر  
بہت سی کتابیں محدثان طرز پر لکھی گئی ہیں جس میں اکابر کے واقعات کا ایک خاص حصہ ہے  
مثلاً : الزہد لاسعد بن حنبل ، الزہد لعبد اللہ بن مبارک ، الزہد لابن امی  
داؤد ، الزہد لسمعی بن عمران ، الزہد لہناد بن اسری وغیرہ ذلک۔

جہاں احادیث پر مشتمل ہیں وہاں اکابر کے واقعات زہدیت بھی انہی کتابوں کی وسعت کی  
زحمت بنی ہوئی ہے۔

اکابر کے واقعات انسانی زندگی کے انقلاب کے لئے ایک مؤثر عنصر ہے اور اگر کہا  
جائے کہ یہ حکایات نہیں بلکہ نقد حال الرجال کے لئے بہترین نسخے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔  
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عزیز ممدولوی حبیب اللہ سلمۃ اللہ کی کتاب کو قبولیت بخش  
کرام و خاص مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نسخہ اکسیر ٹھہرائے اور مدوح کو اللہ تعالیٰ اور بھی  
توفیق عطا فرمائے کہ مختلف موضوعات پر اصلاحی کتابیں لکھ سکیں۔  
وعدا الیک علی اللہ بعزیز ۔

حورہ الصدید الضعیف ابو رشید سلطان غنی عارف الطاہری  
احمد من ادنی تلامذہ

شیخ العرب والعجم الشیخ محمد طاہر رحمہ اللہ العارف  
۱۳۲۷ھ/۶/۱۰



## تقریر

از : مولانا سلیم بہادر مٹکانوی صاحب مدظلہ

”جہاںے را در گوں کرو یک مرد خود آ کا ہے“ کا صدقِ رحلی رشید اگر تباب نہیں تو کیا پھر ضرور ہے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ نقطہ ارجحی کے اس دور میں اُن چنیدہ اور منتخب حضرات کی کسی قدر زندگیاں کتابی صورت میں محفوظ ہیں جن کے وجود مسعود سے لاکھوں بندگانِ خدا نے اپنی زندگیاں زندگیاں بنا آئیں، اگر کوئی مسلمان ذرا بھی بصیرت رکھتا ہے اور اس کی دید کا عبرت و اسے تودہ و سلبِ صالحین کی سوانحِ عمریاں پڑھ کر متاثر نہ ہو آفریت یاد نہ آئے اور بالکل رجوع الی اللہ نہ ہو تقریباً تقریباً ممکن ہے۔

عزیز مولوی محمد حبیب اللہ سلمہ نے اکابرین کی زندگی کے صرف ایک چیلو کے حالات اور واقعات قلمبند کرنے کی سعی تبلیغ فرمائی ہے۔ اس تصنیفی تالیفی اور قلمی میدان میں موصوف کی الحمد للہ پہلی کامیاب کوشش ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ اللہ اسے قبولِ عام بخشے اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

نقد

محمد امین سلیم بہادر مٹکانوی

۹/۵/۱۳۷۷ھ ۱۳۷۷ء



## حرف آغاز

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

زندہ کے تقویٰ معنی کسی چیز سے بے رغبت ہو جانے کے ہیں اور دین کی خاص اصطلاح میں آخرت کے لئے دنیا کے لذائذ و مرغوبات کی طرف سے بے رغبت ہو جانے اور ہمیشہ و ہم کی زندگی ترک کر دینے کو زندہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اور اپنے ارشادات میں بھی اُمت کو زندہ کی بڑی ترقیب دی ہے۔

نقادہ بن نعمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے (جب اس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو) (مسند احمد) جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کر دیجیسی اس سے حیا کرنی چاہئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا الحمد للہ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (یعنی حیا کا مفہیم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ



ہے کہ سر اور جو سر میں افکار و خیالات ہیں، ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے، اس سب کی نگرانی کرو اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے، اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دستبردار ہو جائے اور اس چند روزہ زندگی کے پیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے، جس جس نے یہ سب کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اسی نے ادا کیا۔

امام ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی راتیں پے در پے اس حالت میں گزرتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے خالی پیٹ قاتے سے رچے تھے کیونکہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے (اور جب کھاتے) تو ان کے رات کا کھانا معمولہ کی روٹی ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) سمجھو کی چٹائی پر سوئے، پھر جب سو کر اٹھے تو جسم مبارک میں چٹائی کی مٹاوت کے نشانات پڑے ہوئے تھے، اس خادم ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ اگر حضور ﷺ فرمادیں تو ہم حضرت کے لئے بستر کا انتظام کریں اور کچھ بنائیں۔ ارشاد فرمایا ”مجھے دنیا سے کیا تعلق اور کیا لینا! میرا تعلق دنیا کے ساتھ نہیں ایسا ہے جیسا کہ کوئی سوار مسافر کچھ دیر سایہ لینے کے لئے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا اور پھر اپنی جگہ چھوڑ کر منزل کی طرف چل دیا۔“

(مسند احمد جامع ترمذی نمبر ۱۷۰)

اسی طرح اور بے شمار ارشادات و واقعات کتب احادیث میں موجود ہے، ہم نے تمہیداً صرف چند احادیث و واقعات ذکر کئے، ہمارے اسلاف نے ہر دور میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً کتاب الزہد لابن مبارک و غیرہ اور تمام ہمارے اسلاف نے

زاهدانہ زندگی اپنائی تھی اور اسی طرح علماء و پند کٹر اللہ سوا دم کی زندگیوں میں بھی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

اور علماء و پند بھی درحقیقت اس آخری دور میں سنیہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح معنوں میں اتباع کرنے والے ہیں، ان کی زندگیوں کا ہر پہلو سنت نبویہ ﷺ کا حسین مظہر پیش کرتا ہے۔ ان کا ظاہر و باطن اس قدر نور ہے جو لوگوں کے لئے قابل تقلید بن جاتے ہیں۔ ان اکابرین کی بابرکت مجالس و محافل اور صحبت سے جو بھی خشک ہوا تو پھر وہیں کا ہو کر رو گیا۔

زیر نظر کتاب ”اکابر“ کی زاهدانہ زندگی میں انہی اکابرین کے واقعات جمع کرنے کی حقیر سی کاوش ہے۔ اکابر کی سوانحیات سے حکایات کا انتخاب کیا گیا ہے اور ہر واقعہ کے ساتھ حوالہ بھی درج ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے اور عوام و خواص کے نفاذ کے لئے قبول عام نصیب ہو۔

سید حبیب اللہ مردانی

رکن القاسم اکیڈمی جامعہ المدینہ

خالق آباد شہر صدر پاکستان

## حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمانہ

### مال مسروقہ دوبارہ مل گیا :

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کا واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ان کا سارا مال چوری ہو گیا، چوروں نے ان کے گھر میں بالکل جواز دی دیدی ایک چیز نہ چھوڑی حضرت کو پتہ چلا تو چند اہل مال کا اظہار نہ فرمایا بلکہ ایک خاص کیفیت میں یہ مصرعہ پڑھا

عناں داریم و نعم لک نہ داریم

اتفاق سے مصلحت کی کوشش سے وہ مال مسروقہ مل گیا تو اس پر بھی اظہار مسرت فرمایا اور اسے استعمال کیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے بھی اس قسم کا واقعہ منقول ہے۔

### فشاہ الوہیت یہی ہے :

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :

”میں نے حضرت حاجی صاحب سے خود سنا کہ ایک ہفتہ تک موصوف کو صرف زحرم کے پانی پر گزارا کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک قلعہ دوست سے جو کہ بہت زیادہ اخلاص کا مدعی تھی، چند پیسے قرض مانگے تو اس نے تاداری کا بیعت کر کے انکار کر دیا۔ حالانکہ واقع میں تاداری تھا۔“

اور لکھ اہل لعلی بطلہم  
اما جمعا یا جبرو النجاص

سے فرمایا کہ میں اس انکار سے کچھ کہ مشافہ الوہیت نہیں سے وہاں لئے  
میں بھی صبر کر کے چپ ہو گیا۔ (الکرامۃ ص ۲۲۲) میتوں بھی میراں ۱۰

## قاسم العلوم و حیرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

### دنیا پاؤں پڑتی ہے :

حضرت نانوتوں ایک مرتبہ دیوار سے چپ نہ شد یہ موصوفہ انکار  
بھی اچھ سے میری قبیل آپ دیوٹیوں میں مدینہ تو شہر سے نہ پادیر ہوتے  
مہارود بھلا یا در بھی یا ساتے میں اور بھی یا ساتے میں مکرانوں میں حرق یہ  
سے مہارود یا ساتے پاؤں پر تات یا ساتے ساتے مکران یا ساتے مکران  
دار مار روئیل تے تب پتہ مکران تے مکران یا ساتے مکران یا ساتے مکران  
سے اور مکران یا ساتے مکران تے مکران یا ساتے مکران یا ساتے مکران

### گر میں مل ہوتا تو اللہ مجھ کو دیتے

یہ مولانا قاسم العلوم و حیرت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلوی دہلی  
کے ایک مرتبہ سے چھوڑ دیا پتہ چلنے کے واسطے یا  
کی ایک کام میں لگا جیتے  
حضرت مولانا

(ایک کام میں) لگا لے سے اہل بھی مری ہو، تم ہی حرق رہا۔  
اس نے عرض کیا کہ  
"حضرت میں کیا اہل ہوتا ہوں۔"  
فرمایا کہ

میرے پاس کئی نیکل سے مکرانوں کا اہل ہوتا تو اللہ تعالیٰ مال  
مجھ ہی کو دیتے۔

### حضرت نانوتوی کی زاہد اند زندگی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے سوانح میں لکھا ہے کہ  
"حضرت کے پاس کپڑوں کی چھڑی نہ تھی۔ رنگ و لباس میں سادگی میں  
اللہ پرورد اللہ سے تیرا میں پتہ تو ظہر۔ تاکہ۔ یہاں بھی یہ بھی تو وہوں دی کو یہ مکران  
کے لئے یہاں منتخب رہا یا تہ۔ سر میں بھی وہ استعمال نہ تھا۔ رنگی پتہ آدھ پر ہوا  
تو مکی کے پاس رکھوا دیا۔ یہ ایک جوڑے میں سر پر ہوتا۔ ہتھیلی لگی ساتھ رکھتی تھی  
جب پتہ، یاد دیکھے سوئے تو لگی ہاتھ پر پڑے تاکہ پتہ اور یہی امر پتہ۔  
حفظت شیخ سزا فرماتے ہیں کہ

مولانا یا تہا تعمیر تے سے بدوں رہیں، مکران اور پادھار  
رہن اوس و محقق رہا مکران۔ مولانا سناپ تمام سروی میں سر پر رہتا تھا  
تقریب حد سے۔ یہاں جس سے حد پھر صحت اوس میں ہوتی۔  
یہاں تہ مکران صیلا اور پتہ ہوا اللہ جس میں لہرے پڑے ہوئے تھے  
اور پتہ نہ لگا رہا۔ اس کے ایک اور کی ملی رگتی ہوں پتہ ہوا یہ

ہوئے تھے جس میں بد لگے ہوئے تھے اور پیچھے کرتے تھے۔ آخر کھاتہ اور  
ایک رصافہ وڑھے ہوئے تھے جو نیلی رنگی ہوئی اور جس میں موٹی ٹوٹ  
لگی ہوئی تھی جو پھٹی ہوئی تھی اور سیدھی اور روٹی کس سے باطل رہی  
ہوئی تھی۔ (سوانحی ۱۲۵)

### سوکھی روٹی کھایا کرتے

حضرت مولانا محمد یعقوب فرمایا کرتے تھے کہ

مولوی صاحب (مولانا قاسم نامہ) تو توئی ایسے پاس یاد کرتے تو  
میں نے پھر بھنگا بڑی سوئی ہوئی چوڑی اپنی ہاتھ اس پر پڑے  
رہتے تھے۔ وہ بھی کبھی کبھی جیتے تھے اور کبھی ایک ہی وقت میں دو جیتے  
تھے۔ میرے پاس وہی روٹی پکائے والے تھے وہی کوہ سردھا تھا کہ  
سب مولوی صاحب کھانا کھائیں مگر وہ پکڑا روٹ بکرتے تھے۔  
مگر پڑے سے جیسے تھے اور وہی روٹھا سا کھانا پکڑا پڑے سے رچے  
تھے۔ (امداد ۱۲۵) (تاریخ بنی بنی میں ۱۲۵)

### وہ مجھے صاحب کمال سمجھتے ہیں

ایک دفعہ بھوپال سے مولانا قاسم نامہ کو توئی کی طلبی آئی اور پانچ سو روپے تنخواہ مقرر  
کی گئی تھی۔ (مولانا امیر الدین صاحب نے جب یہ قہریاں سنیں کہ اسے قہریو  
کیوں میں نہ لایا کہ وہ مجھے صاحب کمال سمجھتے ہیں اور یہی بنا پڑا پڑا  
پانچ سو روپے میں مگر میں نے ہر کمال کس پانچ سو روپے جو مال شب سے بہت

### شہر چھوڑ کر چلے گئے

اب محمود علی صاحب مولانا قاسم نامہ سے وفات کے بہت ماضی تھے مگر مولانا  
ہیں سے کبھی نہیں ملے۔ چنانچہ مولانا قاسم نامہ سے میرے لئے آئے اور مولانا علی گڑھ۔ مگر  
جب مولانا قاسم نامہ سے ملا تو مولانا قاسم نامہ کی طرف چلے آتے اور فرماتے کہ  
"ابو صاحب صاحب سے دو باتیں بہت ہیں کہ اب صاحب صاحب عاری  
تو ہے۔" شیش پر مسجد بنائیں اور دوسری جگہ بات یہ کہ مال کے گرد  
ایسا رہیں کہ تو میں بھی پانچ پانچ پانچ چوں گا۔ دوسری بات کو تو  
میں کہ اب صاحب صاحب جیسے تھے اور پہلی بات میں سے فرمایا کہ میں کوشش  
کر چکا ہوں مگر اجازت نہیں ملی۔ (تاریخ ۱۲۵)

### نہاؤ کی ضرورت ہے :

حضرت مولانا قاسم نامہ تو توئی کی طبیعتوں میں ہیں کہ  
میرے والدین نے بہت حسین دیکھیں اور میرے جب حضرت سے  
کلام کرتے تھے، نصرت کیا تو اس حالت میں کہ میرے جیسے بہت بڑے اور  
عظیم شاہ کی جس میں جتنی ریوڑت پڑے اور تانے کے برتنوں کا  
بہت بڑا تھا۔ حضرت جب شب اول میں تشریف لائے تو اتنے  
میں کو اعلیٰ شرف و اعزاز سے فارغ ہونے کے بعد میرے پاس  
تشریف لائے۔ میں نے سیدھی اور منات سے فرمایا کہ اب میرا والد  
میرے ساتھ ہے۔ (تاریخ ۱۲۵) میرے تو میں نے ضرورت سے مگر بصورت مولانا  
اشفاق علی سے کہ میرا والد رجوا میں غریب و ناتوان ہے اب صاحب







حضرت نانوتوی کے رہبر و قاضی اور توکل علی اللہ کا ایک واقعہ

بہادرپور میں ایک صاحب صاحب ہے دربارہ خود اس سے میری خدمت میں  
عمارت تو میں سو دیتا ہوں مگر اس سے ہنگامہ ملے گا۔ آپ کو یہ شخصیت ہے۔  
پارے میں جاتا میں گئے آپ انہیں سے آمادہ رستہ مل جائے گا اس سے میری خدمت  
دریغست ہم لگا رہے۔ وہ صاحب کو۔ تا تو پہنچے۔

چنانچہ جب عمارت میں لگی تو میں نے عمارت چھوڑ دی۔ وہ صاحب نے  
لگے واقعہ نانوتوی اس سے عمارت چھوڑ دی تھی تو اس نے ہوں، ہوں، ہوں  
حضرت کی چار پائی۔ آپ ہوں۔ میں دو میں تھی تو اس نے بھی۔ لے گا جا رہا ہے۔  
طرف سے حضرت کو سواریاں کا بیڑا ہے۔ وہ صاحب اس کی پانی، پانی ہے۔  
سورہ پہلے شروع ہو جائیں تو حضرت نے۔

چنانچہ عمارت بڑے خوش ہوئے کہ انی ماں جب تو صدمہ آ جائیں گے۔ وہ صاحب  
حضرت سے لے، حضرت نے ان کی خوب خاطر تو صحت کرماں، چھوڑ دیے تاکہ وہ  
لگے حضرت در رہنا ہے آپ وہاں تشریف آئیں۔ وہ صاحب سے آپ نے لے۔  
وہاں پہلے ہمارا مشاعرہ مقرر کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا

بات یہ ہے کہ میرا مشاعرہ تو چار پائی آپ سے اس میں سے میں روپے میرے  
وہی خرچ کے میں اور وہ روپے عربوں، مسیحیوں، قیسوں میں خرچ کیا ہوں۔ میں  
چلا گیا در سورہ پہنچا وہی تو میری خرچ وہ نہیں روپے کے کہ میری تہہ ہے۔  
عربوں میں تقسیم کرے سے مجھے سارا وہ اس کو ہی عہدہ پڑے گا اور میں چھوڑ

میں گاہک اندیشہ میں ہیں جس جاسکے۔ اسکی دین میں کہ اس عمارت میں رہا میں ملک ہو نہیں  
زندہ رہتے ہیں۔

ابو حنیفہ زمانہ فقیہ النفس

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

زادانہ اور قیامت پسندانہ طبیعت

حضرت سکونی کے تعلق تہذیب شیعہ میں ۱۲۰۰ میں لکھا ہے  
"یہ صاحب بھی میں آپ سے اپنی تہذیب و روش کا نقل میں کی رہا۔  
"میں روپے ہاؤر آپ سے ہاؤر بھیج رہے تھے، اس میں روپے  
سوئی رہی اور ان ترکاؤں وقت پر جو کچھ سال سے چھپا ہے، آپ سے  
کہاں اور اس میں روپے میں کپڑے۔ جلالی اصلاحات لکھا، جو کچھ بھی  
ضرورت پیش آئی دفع کی۔ وہی میں آپ کو یہ سارا اور مہدی بھی لے اور  
میں سے آپ کی روش اور در کو کچھ رہے۔ یہ محبت تاکہ آپ کو کیا  
کاغذ کا لکھا ہوا ہے میں مگر آپ نہ رہے۔ اور قیامت پسندانہ طبیعت نے  
خوف طبع یا حرص رنی تو اس کا اس سے لکھا بھی گوارہ فرمایا۔"

حضرت گنگوہی کا رہبر و استفادہ

مولانا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے رہبر و استفادہ در اس سے لکھا



کیس کو باب آپ کے یہاں آئے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو یدیا اور فرمایا۔ یہ میرے کام  
 کا تو ہے نہیں اور آپ کے کام نہ جائے گا۔ سو، ناں طرہ سے رہتے تھے۔ کی و باب میر  
 نے دن پگی میں دن بند رہا کرتا۔ رہتے تھے کہ سنی کو رہا پگی کی پٹی تھی اور  
 بھی آپ نہ سنا بھی عمداً پیتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی باب اور ان طلبہ ہیں۔  
 مہربان رو پیر بھی نہ پیتے تھے اور سے پریدہ رو پیر بھی قبول فرماتے۔ ایک بار شوے  
 باب دلوں شاید اسرار پہنچے تھے آپ نے اس کو روک دیا۔ باب نے  
 قی میرے پاس سے وہ باب میرا ہے یا اس کا۔ اس نے ان کو تو یہ  
 برتاؤ تھا اور میں سے جدا رہا۔ وہ بھی سے بیٹے تھے۔

## حکیم الامت حضرت مولانا

## اشرف علی تھانوی

### نقد یا غیر ہدینہ دیا جائے :

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے واقف ہے اور میں  
 تجدد کا رونا ہے۔ وہ دیکھے ہیں اور جس کا بھی، دعائی نفس آج چوسے عالم میں چاہی  
 نے ایک مرتبہ آپ کو، اھا کہ کے مشہور معروف و باب سلیم نے جس صاحب سے مامور  
 اھا کہ آئے کی دعوت دی، حضرت نے ان کے اسرار پر ڈوب کر قیامت کے لئے چند  
 شیطانی لکھ لکھیں۔ جس میں سب سے بڑی شرط یہ تھی کہ نہ کسی کا عقیدہ عمر قتلہ عرب نہ دیا

چاہے اس میں وہ باب صاحب سے تو مشرک کا کیا رکھا، انہوں سے چودوں کے بعد  
 پھر انہی وہ باب صاحب سے آپ کو، غیر مہربان سے سنا تھا اھا کہ۔ ان دعوتوں  
 میں حضرت نے حضرت اور اھا کہ سنا، اھا کہ میں نے قیامت و ظلم سے نظام سے  
 کو باب صاحب سے چاہے یہ دوست و متقیں، یہ صاحب نعمت تھے وہی غلبہ پٹنے کو باب  
 صاحب کے دوست۔ شاید اس نظام پر دوست سرت کا ظہار دیا اور اس کو شکو  
 ان وہ باب صاحب سے یہ اھا کہ کہ حضرت عربیہ نہیں رہے لی شرط اس نے میں  
 حضرت نے ان سے لیا کہ

یہ پامانی سے محبوبہ و محمد، ان میں یہ پامانی  
 شوق سے ان سے کہہ دیا کہ میں بھی میرا پامانی  
 اور جس صاحب نے اپنی دعا میں منہ نہ لیا  
 بناب معارف مراد یہ پامانی سے پامانی  
 پامانی سے پامانی جاتا۔

حضرت تھانوی میں کی اس بات پر ہایت بعد اس سے کہ وہ باب و ظفر  
 کا ظہار دات ہوئے لیا۔

آپ کا میں یہ ہے کہ آپ حضرات خوب ہیں اور ہم پیار سے اور  
 اور سے ان میں یہ پامانی سے کہہ دیا، آپ پامانی سے اور اس  
 کی کار سے پامانی میں بھی ہے۔ صورت کی اور چہرہ میں ہیں اور  
 دیکھ ان میں سے ہمارے حاجتوں میں چہرہ و آپ کے پاس سے بھی  
 دیا تو وہ لکھ دیں کہ بقدر ضرورت میں بھی ہے، اھا کہ سے اس باب  
 کی حاجت کی جو چہرہ کار سے پامانی میں بھی ہیں اور آپ کے پاس سے







مجھے یہ سرتہ معلوم ہو۔ حضرت شیخ الاسلام مورخ محسن احمد مدنیؒ نے کچھ مقروضین میں رہا جس سے حیدر آباد میں کوئی فخریہ رکن اور چند اعتبار کا کام سے دور رہا۔ طے پڑا کہ مولانا کو یہاں دیا جائے اور حیدر صاحب دہلی سے دہلی کے لیے روانہ ہو جائے۔

میں نے حضرت مدنیؒ کو لکھا۔ حضرت نے جواب فرمایا کہ میں دست نامہ مانگو مجھے رقم دینا منظور کیسے ہوگا۔ اس پر حضرت نے جواب فرمایا کہ:

### زاد براہ کیا ہوگا؟

حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے شادی کے موقع پر سوہست میں سسرال والوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ مدنیؒ کے دو ماں جہ اپنے حریف پر مدد کر کے سوہست میں داخل ہو جائیں اور ماں والوں سے ملاقات کا حسب دوسرا چارے۔ یہ کہہ کر آپ کو کھانا دیا اور نے حیدر میں تشریف لے گئے۔ حق میں یہ کہ "ارادہ کا وہ تھا کہ آپ کے حوالہ و اعتقاد اور توفیق سے یہ وعدہ پورا ہو سکے۔ باوجود آپ سے یہ بات کا غور بھی نہ ہو سکا۔

فرما دیا کہ حضرت نے یہ وعدہ اعلیٰ صاحب مدنیؒ سے کیا تھا کہ یہ موقع آپ کے رات کے وقت رونقِ اطہر کی جالیاں پکڑ کر دعا فرمائی کہ

"اے اللہ تو میرے وعدہ کو پورا کر دے۔"

اس بعد آپ نے ساری تیاری کر لی۔ وہ بارہ ماہوں سے کہ حریف سہریا ہوگا۔ حضرت میں نرمی مانتے تھے۔ اللہ کا فضل و کرم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

### ارسال کردہ رقم کا حساب:

آپ (شیخ الاسلام مدنیؒ) کو جب یہی سرتہ ہاروا (صلیٰ پندرہ ہزارت) مہربان

میں خود ہی سرتہ یہ بھی کر دیا تھا۔ یہاں مقروض مسلمانوں کی بات ہے۔ جس سے بعد جب واقعی یاد آؤں گے کہ یہ بڑے مقروضین حضرت سے فرمایا ہے کہ "میں نے یہ بھی کر دیا تھا کہ حضرت سے رقم و محنت سے اسے یاد دلا دے اور اس میں اسے روایا کیسے ہی شام میں حضرت سے یہ کہنے کے پھر آپ کا حساب کا کھانا نکال کر دیا اور دیا۔

آپ نے جو رقم بھیجے تھے ان کا حساب یہ ہے کہ اسے روپے میں لکھ کر دیا گیا۔ اس سے یہ کہ حضرت نے پکی ہوئی رقم کو اسے دیا تھا کہ اسے جو رقم دے گا اسے دے گا۔ اس میں ان وجوہات میں کہ حضرت نے حساب نکال دیا۔

یہ سرتہ کہ حضرت نے

### شیخ البند کے راستے سے نہیں بہت سکتا

حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے اپنی سہ ماہی سے یہ کہہ کر کہ حضرت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ رقم دے گا۔ یہ سرتہ کہ حضرت نے پکی ہوئی رقم کو اسے دیا تھا کہ اسے جو رقم دے گا اسے دے گا۔ اس میں ان وجوہات میں کہ حضرت نے حساب نکال دیا۔

یہ سرتہ کہ حضرت نے

### سلاطین کے دربار سے مجھے کیا واسطہ؟

حاجی احمد حسین صاحب لاء پور فرما ہے کہ ۱۹۵۵ء میں جس میں حضرت

مٹی بسند چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میں اس جوانی کو آخر حمار سے دور۔  
 سبکی میں شمار سے عہد و ملک جوہر حضرت کو آپ کی چون جماعت۔  
 رات کو ریاض مدایہ۔ ساتھ ہی یہ بات بھی کا در تھا پتلی کہ حضرت سے جہان سہا  
 دولت کہ قبول فرمایا۔ مجھے سرت ہوں کہ میں بھی حضرت سے ہم در و ہم جاؤں گا۔  
 کمرہ میں اب حضرت سے ملنے کا موقع ملتا تو میں پہنچا ہوا ہوتا۔ آپ سے مجھ سے  
 ملنے کا کیا کر

مجھے ملاطفت سے، خاص طور سے یہ کہ میں ایک کوششیں قیاموں  
 ملاطفت اور اہل بیت میں غلاموں  
 میں میں نے شکوہ جو ایسا صاحب بنایا کہ حضرت سے بہت سے اس حسن  
 قریب، وہ بھی کہ حضرت اس سے کہ تو بہت۔  
 شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

### پور صند و چکی کو اٹھ کر لے گیا

یہ امر حضرت ۱۰ قادیان احمد علی صاحبؒ بنی، پتھر حضرت شیخ  
 سے سے غریب سے موقع پتھر پر میں وہ پتھر قرآن و تفسیر کے لیے ہیں۔  
 یا تھا اتنی سے وہ پتھر صند اپنی و صند سے یہاں حضرت شیخؒ سامعین  
 کا ہوا، تو دیا

قرآن صاحبؒ آپ سے توکل سے صرف یا تو اب کی قہر میں وہی  
 تو، اس سے حد تک وہاں پہنچا، اٹھ کر مل رہی  
 وہی

## شیخ اشعر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

### اتنی سخت پریشانی بھی نہیں ہوئی

حضرت لاہوریؒ کو یہ سجدہ نور معینی پستان پر محمد علی صاحبؒ  
 کا زمانہ کے کے کی شان پر ملایا۔ حضرت فرماتے تھے۔ مجھے اتنی سخت پریشانی بھی  
 نہیں ہوئی تھی اب ہوئی کے کیوں کہ یہ جو حال ہے کہ میں یہ جو حال کا اور  
 لوں گا بیکل حد کی قدرت کہ جب ناکان نے بعد اب حال ہے کہ میں چپے سے تو  
 حضرت لاہوریؒ کہتے ہیں میں کچھ اور کہہ رہا ہوں کہ میں نے کچھ اور  
 کچھ فرمایا ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ میں نے کچھ اور  
 حضرت اسی، اتھار دیا۔ بہت خوش ہوتے کہ مجھے اب اس کا حال ہے  
 محمد علی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ اور کہہ رہا ہوں کہ میں نے کچھ اور

### ”شکایت حال شکایت رب ذوالجلال ہے“

شیخ اشعر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی زندگی بہت انداز تھی۔ بھٹنوں کے  
 وقت نے کچھ مشق کیا۔ یہ صرف نظر اور بھی میں نے کچھ اور کہی ہے کہ میں نے کچھ اور  
 شیخ اشعر حاجت کا اظہار کیا کہ کچھ فرمایا کرتے تھے  
 یہ سب سے پہلے دست چلے، حد کی حد پہنچا  
 سے شکایت نہ کرنا کہ اب حال ہے

ہفتہ بھر بھگنے ہوئے چٹوں سے گزارا کیا ۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے پنجاب کے آپیدہ پر بھی ہے ۔  
گاؤں آئے کی درخواست کی ۔ تاکہ اس کے گاؤں میں وہ حضرت کی محبت سے فائدہ پہنچے  
حضرت لاہوری نے ویرانی سے فرمایا

’ نمٹیک ہے میں آپ کے گاؤں میں اور چوں گا مگر میں شرط پر کہ میرے  
کھانے وغیرہ کا انتظام آپ کے دے رہو گا ۔

ویرانی سے حیاں کیا کہ حضرت شاید یہ من مشقہ مدنی کی وجہ سے ایسی شرط دے ۔  
کہ رہے ہیں اس لئے انہوں نے عرض کیا

’ حضرت آپ کے کھانے کا کچھ کسی قوی شاعر گھرا لے میں دیا جائے گا  
میرا مطلب اس میں جو آپ سمجھیں ۔ حضرت لاہوری نے فرمایا ،

’ میرا مطلب یہ ہے کہ میرے کھانے وغیرہ کے معاملات سے آپ کو  
کوئی سر دکارت ہوگا شرط منظور ہو تو ہمیں ۔

بصورت میں ویرانی کو یہ شرط مافی پڑی ۔ چنانچہ حضرت لاہوری تحریر  
کئے ۔ میں اسے میں لے جاتا تھا ۔

میں نے بھی سوئے اپنے ساتھ لے گئے جب سب ایک  
جائے تو میں بھی مجھے لے کر رکھا تھا ۔ بعد میں یہی معمول رہا ۔

اعلیٰ حضرت صاحب

نکاح پر عطیہ لینے سے انکار :

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نے فرمایا کہ

یہ میرے ایک دوست بڑی شاعر سوزگار میں مجھے نکاح  
پر مجھے لے لے لے لے لے لے میرے گھر میں پانچ سو سالہ قدیم درجہ  
سے چھ مشکل تھا میں بے سوسو سو ۔ جہاں میں چلے جاتے وہاں  
رہتے تھے ۔ یہ خوب پان کا پتہ ۔ یہ کاشی کے لکے جب  
میں نکاح کے وقت ہوئے ۱۹۳۴ء کی بات ہے سستے رہنے تھے اور اس  
بالادادہ دہی نے 50 روپے لپٹے تو میں نے کہ یہ آپ کو یہ کت دے  
میں ۔ میں اس سے نکاح پڑھا تا پانچ سو سالہ ۔ میں اس  
دوسرے میں ۔ حضرت فرماتے تھے میرا جس مجھے سے کا احمد علی تو سے  
ہائے تو میں خود ہی دے رہا ہے مگر میں نے اس اور اس کا کہ توجہ تو  
ایک دھڑلے سے بڑھتی تھی یہی بھی اصول پر عمل چلا نہیں ہو  
سکتے گا ۔ اپنے رب کی دعا پر ہر دوسرے کر ۔

(حضرت لاہوری کے حوالے کیجئے صفحات ۱۳۵)

مولانا عبید اللہ سندھی کے زیرِ سرِ پیر زاہد اندہ تربیت

شیخ الغیہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے میری عمر تک ہی پہنچا پائے تھے کہ والد  
میر کا سایہ سر سے ہٹ گیا ۔ سوچنے والے کامل اور قطبِ وقت حضرت دین پوری کے عظم  
سے حضرت مولانا سندھی کے اس بچے کو دھڑلے سے نکال دیا ۔ اس کی حالت سے حضرت سندھی  
موجود اس بچے کو سنبھالے ، آپ بھی ہو گئے ۔ چنانچہ اس بچے کے دوسرے بھائیوں کی بھی  
تربیت مولانا سندھی نے پرانے میں یہی تھوڑا عرصہ ۔ بعد یہ بچہ والد کی شفقتوں سے بھی  
موجود ہو گیا ۔ مولانا نکاح کے بعد کچھ زیادہ عرصہ نہ رہے ۔

















میں حضرت مسلمان کے لئے

مہینوں میں ۶۰ دنوں کی مدت ہے۔ یہ سب کچھ ہے، سب کچھ  
پہنچے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے لئے ہے  
چنانچہ جس طرح میں ان کو دیکھتا ہوں وہ (حیدر) دیکھ کر ان کی  
نظریں صرف پانی پر رہ جاتی ہیں اور ان کی فکر و توجہ نہ رہتی ہے۔  
وہ ان کی فکر سے بے پروا ہیں اور ان کی فکر سے بے خبر۔

پس ان کو دیکھ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں

”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی  
تو ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی  
ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

یہ سب کچھ کہہ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں  
”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی  
ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

میں حضرت مسلمان کے لئے

مہینوں میں ۶۰ دنوں کی مدت ہے۔ یہ سب کچھ ہے، سب کچھ

پہنچے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے لئے ہے  
چنانچہ جس طرح میں ان کو دیکھتا ہوں وہ (حیدر) دیکھ کر ان کی  
نظریں صرف پانی پر رہ جاتی ہیں اور ان کی فکر و توجہ نہ رہتی ہے۔  
وہ ان کی فکر سے بے پروا ہیں اور ان کی فکر سے بے خبر۔  
پس ان کو دیکھ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں  
”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

یہ سب کچھ کہہ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں

”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

یہ سب کچھ کہہ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں

”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

یہ سب کچھ کہہ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں

”اگر ان کی بات سن کر کچھ نئی باتیں نہ آتیں تو ان کے  
پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

ان کے پاؤں سے ان کی جگہ ان کے پاؤں کا ان کی جگہ سے نہ ہوتی

یہ سب کچھ کہہ کر ان کے دل میں مسکراتی ہے کہ وہ تو کتنے  
سے آسودہ ہو گئے ہیں ان کے دل میں

## صاحبزادوں کی تربیت میں احتیاط

حضرت لاہوری کے صاحبزادے کا کمالیہ فقہ صاحب مرحوم نے یہ انداز محو سے بیان فرمایا کہ وہ غالباً لاپرواہی سے تھے کہ حضرت "ابو نعیم" نے پوچھا یہ جاننا کہ اس سے بڑے کا کمالیہ فقہ صاحب نے کہا کہ صاحب نے کہا ہے کہ اس سے بڑے کو حضرت نے ایک بیت رسید کی اور اپنی حبیبت سے کہا کہ "یہ تمہاری حبیبت ہے اس لیے اس سے بڑے کی قیمت تمہاری قیمت سے زیادہ ہے"۔

ابو نعیم صاحب نے کہا کہ "یہ تو تمہاری قیمت ہے"۔

## ساری رات سردی برداشت کی لیکن سون نہیں کیا

ابو نعیم صاحب نے حضرت شیخ سہمہ رحمہ اللہ سے کہا کہ "ابو نعیم صاحب! میں نے ایک رات سردی برداشت کی لیکن سون نہیں کیا"۔

## تبلیغی جلسہ میں شرکت کیسے نہیں ادر

ابو نعیم صاحب نے کہا کہ "یہ تو تمہاری قیمت ہے"۔

ابو نعیم صاحب نے کہا کہ "یہ تو تمہاری قیمت ہے"۔

ابو نعیم صاحب نے کہا کہ "یہ تو تمہاری قیمت ہے"۔









تھا جس کے لئے وہ ہڑتو تھے۔ (دہلی مہکلی ص ۴۶)

**مدرسہ میں آپ کا لحاظ ہے :**

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رکیاب صاحب بہار پورنی کے محرم سے ایک دفعہ بہار پور میں موجود ہوئیں تھے اس وقت حضرت نے اپنے مدرسے سے بیچ خوراک اپنے نام جاری کروا رکھی تھی۔ ایک طالب علم جو حضرت کے ساتھ تھا کھانے کے لئے وہاں کھانا بھی مدرسہ سے لاتے تھے ایک دس ایسوں کے کہا کہ

”آپ کے پیادہ میں شور بہا زیادہ ہوتا ہے اور میرے میں کم اور یہ سن لئے ہے کہ مدرسہ میں آپ کا لحاظ ہے۔“

حضرت نے دونوں پیادوں کو دیکھا تو واقعی حضرت شیخ کے پیادہ میں تار (اوپر کا روغن) باریا وہ تھا۔ حضرت شیخ نے اس دن سے ہمیشہ کے لئے اپنے نام سے کھانا منگوانا بند کر دیا۔ انتہائی کئی طلبہ کا کھانا حضرت کے حساب میں جاری رہا کرتا تھا۔ (۴۶ مہکلی ص ۴۷)

**مدرسہ کے چنگھے چدنے کے متعلق ایک عجیب واقعہ**

مدینہ سورہ میں مدرسہ علوم شریفہ میں جو قیام کے لئے کمرے وقف ہیں، ان کے ایک کمرہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رکیاب صاحب کا قیام رہتا تھا جو مدرسہ والوں کے انتہائی اصرار کی وجہ سے قبول فرمایا ہو تھا۔ گزشتہ سال حضرت کے برادر اے کمرہ میں تحفہ القرآن کا کتب تھا، جو بعد میں وہاں سے ختم ہو کر مسجد فاطمہ میں منتقل ہو گیا۔ مدرسہ والوں نے کمرہ حضرت شیخ الحدیث کے تصرف میں دے دیا، وہاں حضرت کے عزیز صاحب عاقل صاحب اور مولانا سہماں صاحب حضرت کی نگرانی میں حدیث پاک کے سلسلہ تراجم

بجائے سے متعلق کام لاتے تھے، کمرے میں ایک چٹھا رکھا تھا جس کو وہ حضرت غفرلہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کرتے رہے۔

بعد میں حضرت کے علم میں آیا کہ یہ کچھ مدرسہ علوم شریفہ کا نہیں بلکہ تحفہ القرآن والوں کے لئے جو کہ علمی میں سنبھل ہوتا رہا۔ حضرت و اس کے انتقال کا الموس ہو اور اس کا یہ وارے اس علم سے تحفہ القرآن کے ناظم سے تحریری طور پر دریافت کیا اور انکے دہانے سے آپ عزیز اس کو بار بار سے پوچھا منگوادیا۔ ناظم صاحب نے کہا کہ ”کدشتہ انتقال کا کوئی راستہ نہیں۔ ہمارے ہاں کسی کوئی مد ہے“ حضرت اس کا جواب دیا ”میں“۔

**حضرت شیخ نے فرمایا کہ**

چند دنے نام سے بچے کون تمہید بتاویں۔

مگر انہیں دے دو تو تحریری رسالہ کہیں کہ ہمیشہ اپنا راج لکھتا ہوں کہ آپ پر ہر ایک طرف سے کوئی مطالبہ نہیں، اسباقہ استعمال کی ہماری طرف سے اجازت ہے۔ ان کی تحریر موجود نہیں، مگر محسوس کی تھا، اسی پر حضرت نے ایک سو (۱۰۰) ریال جو کہ نئے چنگے بنی ہوئی تھیں یہ کے دے دیں۔ چندہ کے نام سے مدرسہ دہلی پر چندہ کے ساتھ روانہ کئے، جسے تحفہ القرآن والوں نے قبول کیا جس میں تحریر تھا کہ

”میں تو پہلے پر چند میں بہت معافی سے لکھ چکا ہوں کہ چونکہ چندہ کا مال ہے اس لئے معاف کرے کا حق ہے۔ آپ کو جسے صدر صاحب اور آپ کے معاف کرے سے معاف ہو سکتا ہے آپ یا صدر صاحب آپے پاس سے جمع کچھ عطیہ مہادین، ہر آنکھوں پر اور آپ کو یہ لینے میں اشکال ہو تو میری طرف سے چندہ میں داخل رہیں گے۔“ (۴۷ مہکلی ص ۴۸)

## پلیٹ فارم سے ٹکٹ قرض لیا

حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحبؒ نے فرمایا کہ

’ایک مرتبہ حضرت مولانا ضیال احمد سہا پورنی رنگوں سے تشریف لارے تھے یہاں کارہ (حضرت شیخ) ایک دور در سے چھوٹا چہرہ دیکھا تو یہ غلط انکسٹیشن سے چہرہ دور تھا، مجھے یاد آیا کہ حضرت نے تشریف لے رہے تھے اور میں نے اور کبھی انکسٹیشن پر حاضری کی توقع نہیں مونی۔ گاڑی کا وقت قریب تھا اور چہرہ جیب میں دے دینا عادت والد صاحب سے تھی، لیکن میں نے اسے نہیں دیا۔ میرا خیال تھا کہ انکسٹیشن پر بہت سے عہدہ میں تھے، کسی سے کہہ دینا کہ میرا ٹکٹ بھی پلیٹ فارم سے لے لو مگر انکسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی کا وقت بالکل قریب پہنچا اور وہاں سے بازو سے کہا کہ پیسے اس وقت میرے پاس نہیں اگر پلیٹ فارم بطور قرض سے لے سکتے ہو تو دے دو، اس نے کھٹک کر فوراً ایک پلیٹ فارم (دے دیا) میں مدد چاہی تو سب سے پہلے مولانا منظور احمد حان صاحبؒ مدرس مظاہر العلوم سہا پور سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا کہ ”چار پیسے جیب میں ہیں۔“ انہوں نے کہا بہت ہیں میں نے کہا کہ ”آپ کو تکلیف تو ہوگی آپ بابو کو چار پیسے دے دوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کریں، میں پلیٹ فارم قرض لے کر آیا ہوں۔“

مولوی صاحب نے فرمایا کہ: ”آپ کیوں میرا مذاق اڑاتے ہیں کہیں پلیٹ فارم بھی قرض پر مل سکتا ہے۔“ میں نے کہا: ”مذہ تو نہیں رہتا لیکن

جس کا سر کار وہ قرض پر چلتا ہو سے مل جاتا ہے۔ میں نے کہا: ”اے دلی سے نکالو تو میں نے کہا: ”لاچار پیسے مجھے دو گاڑی“ اے دلی سے۔“ جبے میں تھے وہاں چار پیسے ”گاڑی“ اور جیب میں ٹکٹ مگر کی طرف چلا تو وہ میرے پیچھے بہت تھے تو سے ٹکٹ مگر کی طرف چلے اور چاکری سے پوچھا کہ ”کوئی شخص تم سے قرض پلیٹ فارم سے گیا ہے؟“ اس نے کہا: ”ہاں لے گیا ہے، مولوی صاحب سے پوچھا کہ ”کیا قرض پلیٹ فارم بھی مل سکتا ہے؟“ اس نے کہا: ”ہاں تو نہیں مگر اس کی صورت کہ رسی تھی کہ وہ دھوکہ کھینچ رہا ہے۔“ (ابو کھنچا تھا)۔ (ابو کھنچا تھا)۔

## شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے کس قدر رے نیاز تھے

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ والد حضرت مولانا محمد نجی کا دعوتی کا جب اتفاق ہوا تو مولانا صاحبؒ نے ”نور“ و ”پہ قرض چھوڑ اور ٹیکٹ میں صرف چار روپے کا کتب خانہ چھوڑا“ (یعنی شیخ الحدیث صاحبؒ نے اپنے چھوٹے بیٹے مولانا نصیر احمد صاحبؒ کو کتب خانہ کا ٹکٹ بنا کر نکالا یا کہ سید کریم زید مسعود اور خود یکسو ہو کر اس قدر میں ”اربعین“ ایک میں ٹکٹ گئے اور قرض سے کدراقات سے رہے۔ لوگوں سے بات نہیں کی۔ مولانا صاحبؒ والدین صاحب کتب خانہ کے معاملہ میں صاف نہیں معلوم ہوتے۔ ٹکٹ اٹھانے والا مولانا صاحبؒ نے بھی توجہ نہ لیا تو فرمایا:

”چچا صاحب! میں کتب خانہ کے معاملہ میں مولانا صاحبؒ والدین صاحب سے محنت کیوں بخش جو جاس؟“ بعد میں دیکھ رہا ہوں کہ آیا جاس؟  
فرماتے ہیں: ”میرے دو روپے (۸۰۰۰) میں کتب خانہ سے ادا ہوا اور دو (۲) جج



ایسوں سے اسی کتب خانہ کی مدد سے کر لیتے اور میرا خرچہ بھی اٹھاتے

ہیں، حالانکہ شروع میں اس کی مایست چاہتی تھی تو میرا نصیب سو ۴

ف۔ اس واقعہ سے چند جہیزیں طائرہ جو میں کہ حضرت شیخ احمد رضاؒ کو دہرہ

پیرہ اور دوست کی طرف سے اس قدر بے یار و مدد تھی اور یہ کہ دوسرے سے طریقہ کار کی تیس

تربیں تاویل کر دے تھے اور یہی موقعہ پر چاروں طرف سے یہ بات کان میں

چاروں طرف ہو رہی تھی کہ یہی جگہ کیوں نہ ہو اس پر لکھیں کہ یہاں پر اس نے مطابقت نہیں کرتا

کہ یہاں علیحدہ طریقہ نہیں ہے۔ (اولیٰ کل میں ۴۹)

## شیخ الحدیث مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

### دوسرا چاول کا دلیر:

حدیث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے شان کا واقعہ بھی بہت عجیب

ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب آپ کے کالج کا وقت قریب آیا حضرت مولانا صاحب

پشاور آگئے مرنے والے تھے

و عجیب و غریب رات مجھے نہیں بھوتی جب مولانا کی بیٹھک میں

مولانا کا کانا بڑھایا مولانا خود وہاں تھے اور خود سرگرمی سے کھانا

کھاتے تھے، کھانا کھا کر بھی تھے۔ میں اور مولانا علیحدہ میں کھاتے تھے۔

شان سے سے اور متر متر ہوتا رہتا تھا جو بھی نہیں بتایا گیا۔ وہ

سے سے اس وقت کے لئے اس میں سے پہلے ہوتے پڑے ہی چند

عزیز تھے میری دوسری چوٹی سے دیکھنے کے لئے یہ مولانا کا دلیر تھا

میں ایک چاہتی تھی اور یہی لڑکی ہوتی تھی۔ مولانا سے کسی کو

پتہ نہ تھا۔ (خصوصی لبرری ۵۴ مولانا محمد یوسف بنوریؒ)

### میر اللہ مجھے دیکھا:

حدیث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ حدیث العصر حضرت

مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی خدمت میں ایک سرمایہ دار کا صاحب خدمت ہو۔ باتوں کی باتوں

میں اپنی خدمت اور شان کا طہر دیا اور سرمایہ دار نے عزت کے مطابق اپنے مال اور کی

کثرت اور کاروبار کی وسعت کا تذکرہ دیا اور یہ کہنے لگا کہ

اسی حد سے کہ مجھے سرمایہ دار کا مالک بننے سے تیار ہوں۔

طہر کا جواب تھا کہ میں تمہاری جو کوئی خدمت کے عزت کا طہر پر

نہیں کرتا۔ یہ سنا کر اسے ایسا جواب دیا کہ وہ اپنا سامان لے کر وہ گیا اور

ساتھ لے گیا۔ اس وقت اس نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ اس کے سامنے ہمارے

ان دنوں ہشت ہیں اور ہماری مال و دولت ان کی نظر میں دیکھ کر اسے

دیا، حیثیت کیسے بڑھ گئی۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے یہ کہیں سے کہا

فرمایا

”مجھے تمہارے پیسے کی ضرورت نہیں میرا اللہ مجھے دے گا۔“

(خصوصی لبرری ۵۴ مولانا محمد یوسف بنوریؒ)

حدیث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ

حضرت علامہ محمد یوسف صاحب بنوریؒ نے فرمایا کہ یہ حال ہی کہ

رکوعہ فذ صرف طلبہ کے لئے رکھتے تھے۔ جس کو کبھی کسی حالت میں مدرسین کی تخطا یا مدرسہ کی تعمیرات یا کتابوں کی خرید پر صرف نہیں کرتے تھے، دوسرے سال مدرسہ کی حالت رکوعہ فذ میں قابل اطمینان ہوگئی ایک دفعہ رکوعہ فذ میں (۱۵۰۰۰) روپیہ جمع تھا مگر غیر رکوعہ کی آمد حادی تھی جب تک وہ سینے کا وقت آیا تو خرچی صاحب حاجی یعقوب مرحوم سے عرض کیا کہ مدرسین کی تخطا کے لئے کچھ نہیں اگر آپ اجازت دیں تو رکوعہ فذ میں سے قرض نیکر مدرسین کی تخطا کو واکروی جائے بعد میں رکوعہ فذ میں یہ رقم وادی جائے گی۔ شیخ بنوری سے فرمایا ہرگز نہیں میں مدرسین کی سائنس کی خاطر دور رخ کا بندھن بنائیں چاہتا مدرسین کو صبر کے ساتھ منتظر کرنا چاہیے کہ ان کے فذ میں اللہ کچھ بھیج دے گا جو مدرسہ میں سرسکس کر سکیں اس کو اختیار ہے کہ مدرسہ چھوڑ کر چلا جائے۔ (یہ بات ۱۹۷۰ء میں بنوری فرمائی)

### میری بات سنئے ہی نہیں :

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب حضرت بنوری کے استفتاء اور خود بنوری کا دلچسپ والدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

”حضرت شیخ بنوری نے جب نذ والدہ کے مدرسے سے تعلق قطع کر دیا تو بھی شب نے مدرسے کے بارے میں فکر مند نہ کی۔ کرچی کے ایک صاحب ثروت اور تجیز اسماں جناب سینہ محمد یوسف مرحوم سے حضرت سے عرض کیا کہ آپ مدرسہ بنائیے اور حضرت مولانا عبدالرحمان کامیاب رہی کہ بھی بلاجے، میں آپ دونوں حضرات کی پانچ سال کے لئے مشاہدہ کی رقم چھان مراد روپہ بیٹک میں جمع کر دیتا ہوں۔ حضرت سے انکار فرمایا اور فرمایا کہ میں چند وجود کی بنا پر مدرسہ شروع کرنے سے

قبل کوئی حاد موجب کرے سے معذور ہوں ہاں مدرسہ بھی چاہئے تو جو امداد فرما میں سے شکر یہ ہے ساتھ قیوں کی جائے گی۔ مرحوم جانتے تھے کہ حضرت مدرسہ بنائے گا فکر میں ہیں۔ دوسری طرف بے پروا سمان کا دور دورہ ہے۔ قرض سے گھر کا گڑا چلا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے حضرت سے بے حد اصرار پر کیا مگر ان کے اصرار پر حضرت کے نکار میں بھی ترقی نہ ہوتی تھی۔ بالآخر جناب یوسف مرحوم نے اپنے ساتھی سے دعا کی میں کہنا اس انہیں یعنی حضرت میری بات سنئے ہی نہیں۔

(خصوصی نمبر)

### حضرت بنوری کا رقم کو ٹھکراتا :

ایک شخص چند احمقہ الامام صیہ طامہ بنوری گاں کے ناموں ناسید محمد یوسف بنوری کے پاس بہت نامی رقم سے آئے اور پورا

حضرت میں یہ رقم آپ نے مدرسے کے لئے لے لیا ہوں۔

مولانا نے جواب میں کہا

”مدرسے کے کایف سال کا مرقی چاہو پکا سے دس کے آپ یہ رقم لے چکے ہیں اور یہ ایسے مدرسے میں دے دیں جو ہم سے زیادہ رقم کا حقدار ہے۔“

حضرت میں یہ آپ کے مدرسے کے لئے لے لیا ہوں۔“

میں نے پھر وہی جواب دیا وہ پھر اصرار کرتا رہا لیکن مولانا صاحب نے نہ

آخوند خانہ کھڑا ہوا اور جاتے ہوئے بولا



اور بے لکشی کے سامنے سر جھک جاتا ہے۔ (امام غلام غوث بریلوی ص ۲۷۳)

چائے کا نہ پوچھا

جناب محمد اور لکس صاحب (بھکر) فرماتے ہیں کہ

’ ایک مرتبہ میں لاہور میں ایک مفت محمد شعیق خونی - کام (B COM) - سودا کرتے اور جمعیت طلباء اسلام کے صدر، راولپنڈی میں حضرت مجدد ملت نے ہاں گئے آپ کی شفقت کے ساتھ پیش - بعد میں بہت سی باتیں ہوئیں لیکن آپ نے ہمیں چاہے کار پڑھا میں یہ بات سن کر سے بیخود تھا - چاہے یہ شخص آیا اس - آپ سے دعا کی آپ نے کو کوادنی، جس کی قیمت آپ نے - روپائی - آپ نے جو مسجد کے سامنے کوادنی اور چاہے کہ ہے ہاں یہ بات - بہت غریب میں اس نے بے پروا - اور پھر فرمایا کہ پکے پر - چاہے پیسے تھے اس سے میں نے چاہے کہ - چاہے یہ - ہاں پیسے - نہ چاہے چاہے - ہاں -

۲۱ مرتبہ

حضرت غلام غوث بریلوی کی درویشی

صاحبزادہ کی گھونچا دانت میں - سرسبز - ایک دوپہر مکی مسجد پہنچے مسجد باتیں میں جوں بہ جوں ہاں - حضرت شریف نے ان کے ہمدرد کے بعد وہ صاحب کے - میں چاہے - میں نے غریب یا - ہاں - حضرت میں سنا کہ جس سے مسجد سے محقق ہوا - میں میں ہوا - چاہے پوچھے نے بعد چھپائی لائے چاہے میں کہ -

والدہ نے جنگو کوشا بنا کر مجھے دیا - مجھ سے پوچھے گئے

’ والد صاحب کب تشریف لائے تھے - میں نے عرض کیا کہ ظہر تک - چائیں گے - ہوں - بے تکلفی میں چاہائی سے ستر پیٹ ریک طرف دیکھے ہوئے فرمایا - اس کی ضرورت نہیں ہے -

میں نے عرض کیا کہ آپ آ رہے ہیں تو اور خدمت بتائیں - فرمایا - ’ مجھے پڑے دھوئے کے صاحب کا یہ نظر - دل - میں نے تعمیل قلم کیا - فرمایا تو جانتے ہوا کہ صاحب تو نہیں تو ہوا دیا - تو دنی - بعد میں تکلیف مسجد کے دھو جانے طرف آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی روک پنا - فرمایا دھوئے میں مشغول تھے پھر اس نے صوف میں صوف بچائی اور رات اس پر ڈال دیا، پھر سر کی پگڑی اتار لی اور سے ہونا شروع کیا اور سے بھی سہانے کے لئے صوف بچا دیا - ہوا پٹھے کے پیچھے کر بیٹھ گئے ظہر سے قریب معمول کے مطابق والد صاحب تشریف لائے - میں نے غصہ نہ کیا - رات کی - دھو کے میں بتایا - والد صاحب فوراً سماں جا دی طرف لپکے کچھ دیر بعد تشریف لائے - فرمایا کہ جلدی سے کھانا تیار کرو حضرت مولا غلام غوث بریلوی تشریف لائے میں نام تو میں نے پہلے نہ کھا تھا - سبکی میں رخصت ہوئے - مولا غلام غوث بریلوی امام کی دعوت تھی -

حضرت مولا غلام غوث بریلوی کی سادگی - حضرت شعیق غفقت میث بھیش کے لئے میرے دل پر نقش ہوئی - مولا غلام غوث بریلوی پھر جب مکی تارے ہاں تشریف لاتے میں اصرار کرتا کہ حضرت ب

صاحب آپ کو نہیں ملے گا، پہلے پہلے میں گھر والے دھوبے میں  
معاذت تمہیں ملے۔ پس کر فرمایا کرتے

باد میں اپنے کپڑے خود دھوتا ہوں کی تکلیف نہیں دیتا

ہم فقیروں سے دوستی کرو  
مگر سکھا دیں گے بادشاہی کے

(نقحات و روایت ص ۵۵۰)

میں ساری زندگی تمہیں راحت و آرام نہ دے سکا

حضرت مولانا علامہ غوث جبررائی سے ساری زندگی غم و فراق دور رہی اور ساری  
میں رہی۔ حکومتی اہل کاروں کو روک روک کر دے دے حضرت مولانا علامہ غوث جبررائی  
بجز وہ کھساری اور ساری میں مچا ہوا کاموں تھے۔ عام میں پراکیلیے مگر کرتے پارہوگوں سے  
ان کے بارے میں بڑی بے چارگی ہوتی تھی۔ جب وفات کا وقت گیا تو عید سے کہ  
کہ مجھے معاف کر دینا۔ میں ساری زندگی تمہیں راحت و آرام نہیں دے سکا، اس کا ج  
تمہیں اللہ تعالیٰ دیں گے۔ (نقحات و روایت ص ۵۵۰)

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

دوست انسان کی خدمت کے لئے ہے مخدوم بننے کے لئے نہیں

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب زہد و استقامت کی دولت سے مگ

دراں تھے، دوست سے بے رشتی آپ کی صحبت کا یہ تھی۔ آپ کے ایک بہارت قلنس  
کا پٹیاں سے رشتہ میں سے شاہ صاحب سے دریا تھا کہ خطیہیں جہنوں کے موقع پر جو  
صاحب پیش کرتے آپ انہیں بھیجتے تھے۔ میں سرخرو ہ بھی ملتا تو شاہ صاحب کو  
اس کی دہائی راہوں ہوتی تھی۔ ان قلنس عام کا پٹیاں سے کہ میں سے آپ کے اس بیان کی  
حقیقت کے سے یہ دھند جب کہ شاہ صاحب دوسرا رہے تھے قیاس سے چالیس روپہنگا  
ہے۔ بعد میں حکمران کہ شاہ صاحب کہیں چوہ کی شکایت کرے۔ مگر بعد میں معلوم ہو  
کہ شاہ صاحب کو اس تشدد کی ناپاچہ نہیں، چند دنوں کے بعد میں نے وہ رقم پھر آپ کی  
جیب میں ڈال دی تو بھی آپ کو ان صائے ناپاچہ۔ چال نکال۔ میں سے جب چاروں بات  
بتائی تو آپ نے بڑے تعجب سے فرمایا

بھائی بھئیوں ساں سے جماعت کے ساتھی ہو، ابھی تک تمہیں میرے  
ایمان کا پتہ نہیں چلا۔ دوست انسان کی خدمت کے لئے ہے مخدوم ہے  
کے لئے نہیں، مان جیت کرے اور تمہیں میں بہت محسوس کرنا اہل جہنم کی  
شالی سے۔ جمع صلا و عداد۔ بننے لوگوں کے حق میں ہیں۔

(نقحات و روایت ص ۵۵۰)

بے چارہ افسردہ واپس ہوا :

مولانا امین گیلانیؒ فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مکان پر چند اصحاب  
ساتھ بیٹھے تھے، یہ حقیقت مدد یا پتہ دیر جینا، جاتے وقت مصلحت  
کرتے ہوئے پتہ قمر تھوڑی۔ شادی کے فوراً بھٹی کھول دی فرمایا  
”بھٹی یہ پتہ ضرورت پر خرچ کرنا، اس سے بہت اصرار کیا مگر شاہ

جی نہ مائے وہ ہے چارہ اسرودہ مائیں ہو، عرش نیا شاہجی آپ  
نذر تھو غمراہیتے، فرمایا "میرے کوس سے کار سے چپے میں بگر  
میں دیے دے کی حیثیت، کچھ بیٹا ہوں، ماں و کون میں ممت کے  
کے پاس حال نہ جائیں، چائے گھر کا برتن بچا دیا، دیکھ کو نہ مارہ مرد  
دیتے ہیں۔ دیے والی محبت سے دے تو قیوں کر بہت ہوں"

(بھائی کا کہنا)

## اللہ نے تنگ دستی کی رنج رکھ لی

رفیق احمد صاحب (میاں پنجوں) بتاتے ہیں کہ

"ہم شمس شاہجی کی خدمت میں ملنا گئے، وہ پیر کا وقت تو پہنچ  
تو شاہجی در قاضی حساں احمد صاحب شجاع آباد کھانا کھا رہے تھے  
علیک سبیک کے بعد شاہجی نے پوچھا "کھانا کھا ہے" میں نے عرض  
کیا "مصرور کھا میں گئے"۔ شاہجی خود اندر تشریف لے گئے چند منٹ  
گزرے تھے کہ ایک "دلی دل پارہ" وہاں آ رہا ہوا سرخ سے زرد  
"گیا۔ قاضی صاحب نے فوراً "دلی" باقی (قاضی صاحب شاہجی کو  
لہائی ہی کہا کرتے) آجایے کھاے کا بدوست۔ کچھ "شاہجی باہر  
تشریف لے آئے اور وہاں حورن مائیں کچھ "حزے طڑے  
بہایت عاجزی سے کہنے لگے: "اے وانا تو ہمیشہ اس نامور کی دست  
رکھ دینا ہے، مجھ جیسے گناہگار پر تیرے یہ کرم سے نہ میں تو لفظ "مدنی" کا  
ڈھیر ہوں، جس پر تیرے یہ احسان ہیں" عجیب کیفیت میں دیر تک

نہرے اپنی "ن" وراہد کے شکر کا ظہار رہے رہے۔  
بمحلے میں مشعوں ہو گئے تو فرمایا "اب سائیں اصل بات میں  
جب جھٹاپے کے سے اندھا بنا تو سر سے صاف۔ جو پہل نہ اسب کچھ  
سے سنا۔ مہموں پہلا میں پریشاں ہو رہی ہیں میں ہاتھ دلائی تھا کہ  
دچو کاس سے بھی "سکے کے کہیں، سے میں قاضی توے "ہزارے  
ان جب کچھ تو پروردگار سے حور بدوست کر دیا تھا۔ یہ اس کی  
"نہ و" میں ہیں"۔ (بھائی)

## منت مانی تھی کہ یکس بورہ شاہجی کی نذر کروں گا

یکس شاہجی سے فرمایا کہ

یک دھام تر میں چپس سے دوسرا محض پھر "اور ہی کسی وقت کھایا،  
ایک روز شام نے قریب گھر سے طالع علی کی "فاتحہ سے" میں نے کہا میرا کہ "جب معمول  
شام کو یکس عورت جو عقیدت اور محبت کے باعث آکر گھر کا کام کاج کر جاتی تھی دوستی  
ہو سید صاحب کرتے کے منے کا دھنن اٹھیا کہ بی بی کو "گودہ کر دے تو ملکا حالی تھا، پوچھا  
بی بی "بی بی" تو بے یکن، بی بی نے "نہ و" مائیں "اس وقت" تا گودہ سے کی ضرورت نہیں وہ  
عورت کچھ "رہتی سمجھ گئی اور ضرورت کے مطابق گھر سے "گودہ کر دے کر روئیاں پکا کر لے  
"نی۔ سہر حال رات گزر گئی صبح صبح سے فارغ ہو کر چارپائی پر بیٹا ہوا تھا کہ صبح  
مدیر سے ہی کسی سے درو دکھٹکنا، ہمیں سے پوچھا کہ ہے؟ میری "آؤر کا جواب ہی  
نہیں جتا، جب دروازہ کھولا تو ایک بو جواں تھلاے پر یکس پوری یورن "نے کی رکھے کھڑ  
سے، سوا سیک، ہیکہ السلام کے بعد میں اسے سر سے پاؤں تک عور سے دیکھا اور پوچھا تو

فرشتے سے چاہا کہ وہ میں پر اور بادشاہ کی ہوں تو میں نے اس میں شک سے بچا یہ  
مدیر سے میں نے سوچا کہ اسے کئی دینی حد کے تھیں اس کے کہیں نہ تھے تباہ  
کی میں نے آپ کا وہ عقیدت مند ہوں میں نے ملاں، رشیدی، آپسے نہیں کانی سے  
میں نے مستان کوئی نہیں۔ سب سے پہلے کہ اس نے بدشاہی میں اس کا راست  
پہلی نصیب نہ تھی جبکہ کامل ہو گیا تو یہ وقت آپ کے لئے تھا نہیں۔ یہ یہ تو اب  
سے آدھوں، پھر لڑا، اور (بدشاہی میں اس کا دل) "نارادوں" سے درج نہ تھے۔ یہ شخص  
اس کا نصیب، اس سے دور میں اس وقت کہیں اس۔ کہ اب اس

## شیخ الشیخ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

پچیس کی بجائے چالیس روپیہ ماہوار کردو

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث، الشیخ ہامد شریعہ، بورقہ  
سے قبل اور علوم، جو بد میں شیخ الشیخ تھے۔ اس کے میں پچاس روپے ماہوار کردو  
میں سے فقر، استغناء کے ساتھ کہہ رہے تھے۔ یہ میں نے یہ کہہ دیا کہ حضرت میں سے  
میں نے میری (۲۰۰) کے ایک ہفت روپے ہی لیا ہے۔ آپ نے اس کے لئے اسے کوئی  
نے اور میں نے چنانچہ پر بیعت میں اور روپوں سے کہیں اور غیرہ طریقے لیں تاکہ ہفتوں اور  
تاجروں کی حیثیت کے مطابق شہت کا نظام ہو سکے۔ مدد کے لئے اس کے یہ میں  
چالیس روپے ماہوار میں بخوبی گوارا کرتی ہوں "حضرت کے فرمایا۔ میں یہ مانوں

یہ شخص "میرے اس سے یا میں" کہ نہیں یا سے سکتے ہیں "میں کو اسے شوق  
سے میں شہت چاہا، میں "فرشی کوئی" علوم کے "پچاس روپوں سے  
۲۰۰ روپے لئے اور اس کے حوالے کر یہ مانوں، میں "میں" اس صورت  
سے اسے بد "نارادوں" سے پچاس روپوں کا سہ چالیس روپے ماہوار کردو۔  
میں یہ مانوں، میں یہ مانوں، میں یہ مانوں، میں یہ مانوں، میں یہ مانوں

## سوچی روٹی کی دعوت

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث، الشیخ ہامد شریعہ، بورقہ  
سے قبل اور علوم، جو بد میں شیخ الشیخ تھے۔ اس کے میں پچاس روپے ماہوار کردو  
میں سے فقر، استغناء کے ساتھ کہہ رہے تھے۔ یہ میں نے یہ کہہ دیا کہ حضرت میں سے  
میں نے میری (۲۰۰) کے ایک ہفت روپے ہی لیا ہے۔ آپ نے اس کے لئے اسے کوئی

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

"سوچی روٹی کی دعوت دیتا ہوں"

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے جانا مال جواب دیا کہ

"حضرت! خدمتِ دین کی خاطر مجھے منظور ہے۔"

میرا احسان اور دوستی ہے :

مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے ملنے کے لئے یہ کہہ کر میں مولانا کوٹہ داروں  
میں آئے۔ نیازی صاحب نے ازرق لکھنؤ عرض کیا

مولانا: میں تو سمجھتا تھا کہ گذشتہ سالوں میں لوگوں نے بہت تیزی کی

سے پیشہ کار بھی اور میں جو گئے ہیں آپ کے یہاں بھی رسیاں

دیجاتی ہوں گی





میں نے سمجھا کہ بلا رستہ تو عمر مسکن کی بھی رستہ ہے۔ آپ سے  
 پیسے پیسے ہیں اور تعمیر دینی کے کسی مسئلہ کو تو مرہن نہیں دیتا۔ چر آپ  
 کی بجوری بھی ہے کہ آپ اس عداوت کو قیوں میں مگر حضرت مثنیٰ  
 صاحب غار پر مجھے ہے۔ آخر کا وہاں وہاں وہاں پتہ چلے گئے۔

(دوسرا مثنیٰ محمد)

### شیخ نراق حضرت مولانا سعید الرحمن بن خطیب صاحب اہل

حضرت مولانا ہورٹی نے میرے سے کسبل خرید

شیخ غرض حضرت مولانا سعید الرحمن بن خطیب صاحب مدظلہ العالی  
 سے ہیں۔ حضرت مولانا نے یہی حجت اہل قرآن مولانا محمد علی بن شیخ سعید  
 مولانا محمد طہار بن رشید اللہ میں سے ہیں، چاہے شریعہ اور فاضل تعلیم ہیں۔  
 پے دور بن جائی گا ایک اور اور تحریکات میں کہ خصوصاً تعلیمات اور پند  
 گھریلو مسائل، کتابت، کتابت کے تحفے میں نے گھر سے شوق و میلہ کا سامان بھی پہنچا  
 نہیں جاتا تھا۔ اس وقت پائل میں چل بھی نہیں دیتے تھے اور میں ترسے سے وہ  
 ستر تھا اور وہ کوئی چادر اور وہ وہاں غلام فاضل حضرت مولانا کا یہ رہیہ اور تھا۔ اب  
 حضرت مولانا کوئی نو میری عادت کے بارے میں معلوم نہ تو وہ "لفظ بازار" سے  
 میرے سے یہ مسئلہ حل کرے۔ علیہ زمین خوشی کی اجازت دے۔ بندہ اس کمال کو گرمیوں  
 میں نیچے بیٹھا اور سردیوں میں اوپر اور دیکھتا تھا۔ بلکہ وہاں ہی رہتا تھا۔

اپنے حال کو کسی پر آشکار نہ کیا

خطیب صاحب لکھنؤ میں ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاند شریہ  
 لاہور میں دھڑ دھڑالوں سے طلعہ بندہ گویا اور میری بیب میں صرف دو روپیہ تھے، جس کے  
 میں سے پتہ نہ ہو۔ ان دنوں میں رہتا تھا۔ گھر میں کاحاں نہ پے بھائی اور نہ ہی  
 دوستوں پر آشکار کیا لیکن الحمد للہ سالانہ امتحان میں اور چارٹس حاصل کی۔

چکڑی اور جوتا پڑاؤ سے عاریتہ ہیں

حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب عرب خطیب صاحب مدظلہ العالی شان کا  
 واقعہ نقل کرتے ہیں۔

شان سے ..... ایک مختصر ..... پڑاؤ، جوتا  
 پان سے ..... شان سے ..... پان  
 لے گئے اور میں حسب دستور نکلے پاؤں رو گیا۔

معروف اسکالر و مصنف کتب کثیرہ حضرت

مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہ

مغربی ہلال کی طرح تر پنے سے یتام

مرحمت حضرت مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہ العالی صاحب مدظلہ العالی





ایک روپہ لگی گئی تھی، بپے ایساں کا سودا کس کرنا نصیر روچن کے ساتھ  
 ہو جان کا ٹھکرالہ کے ساتھ میرے سے دست نہیں دھیں۔ کار تو  
 دوں گا مگر یہ لوگ خواہو ناخواستہ میرے ہمارے ہے۔

## مولانا مظفر حسین کا دھلوئی

سائل سے کھانا کھانا چھوڑ دیا :

مولانا مظفر حسین کا دھلوئی ہے، اس کے مشہور ہے کہ آپ سے روئے۔ حاجب میں  
 میں بھی اپنی میں سائل سے روئی۔ کھانے ریاضت کیا تو مضمون ہو گیا۔ علی کے کٹار میں  
 میں کھانے پانی سے اور صوبہ کی بیخ تاباں پر طرہ پر ہوتی سے اس میں سائل سے  
 روئی میں کھانا آپ دعوت میں کسی کے یہاں کھانا پیش کھاتے تھے۔ بتو دوسری صاحب  
 اور متون صاحب سے یہاں کھانا کھانا رستے تھے۔ کھانا کے بعد اس نے یہاں بھی  
 چھوڑا اور پچھلے عرصہ بعد پھر شریعت رہا۔ جب اس کے سے دریافت ہوا تو فرمایا :  
 بات تھی اس سے میں سمجھا ہے۔ اس سے پرہیز تھا۔

ہجرتیوں نے فاقہ کیا

حضرت مولانا مظفر حسین کا دھلوئی ایک مرتد ہی گاؤں میں پیدا ہوئے۔  
 ظہر سیدہ اہل حرب کے تھوڑی بڑھیکہ عورت تھی، جس میں جدی عورت  
 مر رہی تھی اس سے جد جب آپ وہیں پہنچے اور نہیں روٹیاں آپ سے

آپ سے روٹیاں خیر اور سو گئے۔ رات کو سو سو گئے۔ رات کو سو سو گئے۔ رات کو سو سو گئے۔  
 ریاضت ہوئی، عجیب و غریب وارادت، رکات ختم ہوئے۔ اس سے آپ اگلے دوں پھر  
 اس میں کھائے۔ چرائی رہا بعد مغرب دن کھائے۔ آپ کو میٹھا کچھ روپے گھڑت دو  
 دیا۔ یہ رات بھی کھانے رات ہی صحن گدوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ریاضت سے بھی شرف ہوئے۔ آپ سے کھانے پھر دین تھی سرخاں بعد مغرب وہی  
 کھانے آپ کو کچھ کر گھر سے ایک دوٹی لایا اور کہے گا  
 'یہاں صاحب جاؤں کو یہاں رہے۔'

آپ سے فرمایا

'میرے صاحب سے کئی چیز یہ کہے کہ میں تمہاری دینی میں عجیب لذت  
 محسوس کرتا ہوں، عجیب و غریب نو است اور رکات کا مشاہدہ کرنا  
 ہوں۔ یہ حقیقت حال ہو وہاں میں یہاں سے حال کا۔'

اس شخص نے کہا

'میں بہت لمبے عرصے کوئی ہوں۔ ہجرت کے نو چھ مہینے میں، اس  
 کا عرصہ سات ماہ سے۔ تاہم، جس میں نہیں روٹیاں پتی میں ایک روٹی  
 میں دین روٹی ہجرتیوں نے پہلے میں ہجرتیوں نے فاقہ کیا  
 رہتوں میں آپ کو، کو دوسری دوسری دن بچے کی حالت نہ  
 پہنچی تھی۔ اس نے ایک روٹی اس کو پتی اور آپ کو دو روٹیاں لاکر دیں،  
 آج صبح میں جد سے میری بیوی صاحبہ تھی اس سے جس کی روٹی اس  
 کو دے دی۔ بپے جس نے سے، اس کو کل کو کھانے میں بھی فاقہ  
 حالت میں اس لئے مجبور آپ کو یہاں سے جانے کا کہا پڑا۔'



ماں و باپ سے ملنا جتنا ہے بیگانہ موصاف کے

صلح: اب نے اب بے حضرت صاحب کو پیش کش کی کہ آپ قادیان سے  
 آج میں میں آپ ورمیں رہا اور کاریجہ دوں گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب  
 میرے دوستوں کو بتاؤں تو یہ اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے گات ہو جائیں گے تو  
 پیسے اور دوستوں سے ہاتھ نہیں لگائے۔ وہ پیشکش ٹھکرے اور حضرت صاحب نے رد فرمایا۔  
 مگر ناپسند۔

حضرت چیرہ طریقت ملا خان گل گسٹویؒ

حضرت مولانا امین الحق کسٹو کی فرماتے ہیں کہ

حضرت میراثی صاحب نے یہ کہہ کر میری طبیعت میں ایک انقلاب برپا کیا۔  
 میری طبیعت وہاں سے بدل گئی۔ میں نے ایک سوٹ پہن کر اس کا دھڑکا  
 جب وہ مجھے پہنتے تو پچھلے سے میں تباہ ہوجاتا، پہلے سے دعوتِ حبیب  
 جاتے تو پچھلے سے اسی دہائی میں جاتے۔

دل کی بات کیسے معبود پہنچائی

یہ مرتد حضرت صاحب گل صاحب دہلی کے ایک طبیب بود۔ جب طبعیت  
مست و درے پہنچا، طبعیت نے اس میں زیادہ تو ایک فقیر و دانشمندی کے وجہ  
پاس کے بھی بس پیر و عجمہ بھی نہیں تھی، لیکن اس کا بھی کبھی نام نہ نہ پے جوتا۔  
مرمت گویا جب طبعیت زیادہ اس کے پاس سے ایک روز یا طبعیت نے مانا۔

ماں و باپ سے ملنا جتنا ہے بیگانہ موصاف کے

صلح: اب نے اب بے حضرت صاحب کو پیش کش کی کہ آپ قادیان سے  
 آج میں میں آپ ورمیں رہا اور کاریجہاں گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب  
 میرے دوستوں سے ملنے سے غافل اور بے گانہ ہو جائیں گے تو  
 پیسے سے دوستوں سے ملنے میں نہ آئے۔ ان کا یہ پیشکش غرضیہ و غرضیہ نہ رہی۔  
 مگر ناپسند۔

حضرت چیرہ طریقت ملا خان گل گسٹویؒ

حضرت مولانا امین الحق کسٹو کی فرماتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ صاحب نے یہ کہہ کر بھی طریت میں داخل ہو کر کہا کہ  
 رہی حضرت وہ بھائی ہیں جو کہ حق سے ہرگز نہیں ہٹتے۔ ان کا ہونا  
 جب وہ پہلے آتے تو پھر سے حق پر توبہ کرنا ہوتا ہے، آپ نے دعوتِ حق کو  
 جتنے تو کچھ پہنچاتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ بھی ہیں۔

دل کی بات کیسے معبود پہنچائی

یہ مرتد حضرت صاحبِ گلِ سہا راہ کے ایک طبیب بود۔ جب طبع  
مست و درے پیرا تھا، طبیب نے اس کی دوا بتو ایک فقیر و دانش منی کے وجہ  
پاس کے بھیجی پس پیرا و عجمہ بھیجیں بہت دوا کھائے مگر کچھ نہ ہوئے۔ پھر جو  
مرمت گویا جب طبیب دوا دے گا تو آپ کے ایک روئے یا طبیب نے مانا۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے یہ سب کیا ہے۔  
میں نے یہ سب کیا ہے۔

حضرت عارفین گل کاروانہ کا معمول  
موجودہ عہد پر (حضرت عارفین گل) ہوا طینہ میں سے یہاں تک کہ  
اشراق ہو سکے گا۔ یہ ہے کہ پچھلے عہد میں وہاں کے لوگوں پر سے ہر  
وقت تار تار ہوا وقت میں صحت تار تار ہو گیا۔

استاد کل حضرت حافظ سفر صاحب بڑکوی

حضرت مہر علی حق شناس کا ترجمہ ہے کہ

شعبہ روحانیات کا مجیب و عربیہ و فقہ

تک نہ دیکھا تھا۔ وہ بے بسی سے بکھڑکتے میں بیٹھ گیا تو  
 مجھ سے قہریلی سی بات ہو کر صاف بے ٹھکانہ ہو گئی اور میری طرف سے  
 ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ مجھ سے کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

تیرے بعد اس شہر سے تشریف لے گئے۔

حافظ صاحب کا حال استغناء

یہ امر کہ حضرت حافظ صاحب سے صاحبِ مہاراجہ صاحب نے دو سو روپے مانگے تاکہ مہاراجہ صاحب سے صاحب صاحب سے یہ سوغات حاصل ہو سکے، گاؤں سے دس روپے مانگے تاکہ یہ سوغات حاصل ہو سکے۔ ضرورت محسوس تھی۔

مذہب تلاوت قرآن سے بیٹھا ہے۔

حضرت حافظ صاحب کی ساری زندگی کا مشغلہ تلاوت قرآن ہے۔ قرآن شب و روز میں تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ صاحب کا دل قرآن سے وابستہ ہے۔ وہیں چہرہ نکلتا ہے اور آیتیں پڑھتے ہیں۔ عیدین اور عید میلاد النبی سے صاحب کو خوشی ہے۔



## متفرقات

ارے بھائی کوئی ہے؟

مولانا عبدالغنی صاحب دھر کوئی جان کرتے ہیں کہ:

یہ والدِ مہاراجہ صاحب مولانا عبدالغنی صاحب کی کوشش پر حضرت مولانا (حضرت شاہ عبدالغنی) سے چوتھی تقریب پر گئے۔ ۱۱ اپریل کا وقت تھا اور سب کوک سوار ہوئے تھے میں ساتھ کروڑ میں تھا حضرت چاچا پانی پر آرام فرما رہے تھے لیکن بعد ازاں سب سوار ہوئے تھے۔ پک دوڑ، آئے حضرت سے ملے اور کچھ مذاکرہ پیش کر کے رخصت ہو گئے۔ حضرت نے ان کے چاہے کے بعد فرمایا: "ارے بھائی کوئی ہے۔ چونکہ سب سوار ہوئے تھے صرف ایک صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے حضرت کی بات کا جواب دیا کہ ہاں یہ وہی ہے؟" میں نے جواب دیا کہ ہاں، حضرت مبلغ سات سو پچیس روپے (۷۲۵) ہیں۔ اچھا، کو حبيب میں ڈال دو، میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے ضرورت نہیں ہے۔ مجھ پر اللہ کی مہربانی ہے اور میں اس کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوا، لہذا یہ اتنی رقم ڈال بھی تو نہیں کام

تجربہ میں سے۔ اور یہ سارا عہد ہے۔

## فکر معاش کے بغیر خدمت دین

مولانا محمد احمد صاحبؒ کے بارے میں حضرت مولانا مفتی احمد احسن راہیؒ میں

کہ

یہ مرتبہ جیفہ ایڈمنسٹریٹر محکمہ لوکائی مسعود صاحب مدرسہ میں تشریف لائے اور اپنے اہل حیاں کا طہار یا کہ طلبہ کو کوئی راہی تمنا یا جانا چاہیے۔ تو اس پر حضرت کے فرمانہ نہ تو ان حصوں معاش کے تعمیری کو تخریب چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ طبیب محترمہ اللہ کے یہ کام پاشی ہے اس کے سرمدی کا کوئی مقصد اس سے خارج حیاں میں بھی ہے اور یہ پاشی کا یقین و حقا، موکہ معاش کی فکر کے بغیر بھی اللہ کے دین کی خدمت کرے۔

(مجموعی سہ ماہی ۱۳۳۳ء)

## مولانا محمد منیرؒ کا تقویٰ :

حضرت مولانا محمد منیر صاحبؒ راہ اللہ جامعہ مدینہ منورہ تھے۔ یہ مرتبہ مدرسہ کے اعلیٰ سواد پے سے مدرسہ کی سارا کیفیت چھوڑنے کے لئے علیؒ تھے۔ اتفاق سے روپے چوری ہو گئے۔ مولوی صاحبؒ نے اس چوری کی کسی کو اطلاع نہیں دی اور ملک پر آکر اپنی کون رینن وغیرہ بیچ کی اور اعلیٰ سواد پے سے کر علیؒ پینے اور کیفیت چھوڑنے سے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی اطلاع اہل مدرسہ کو ہوئی، انہوں نے مولانا صاحبؒ کو اطلاع لکھا اور رحمہ شری دریافت کیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ مولوی صاحبؒ انہیں تھے۔

روپہ ہاتھوں صاحبؒ ہوئے۔ ان کے یہ یہاں نہیں۔ اہل مدرسہ سے مولوی محمد منیر صاحبؒ کو روپہ کی بات پہنچ رہی تھی۔ جبکہ اور مولانا کالونی لکھا یہ مولوی صاحبؒ سے خفیہ دیکھ کر فرمایا کہ

’یہاں رشید محمدؒ کے قدرے سے پہنچ گئی اور یہ مسائل میں سے ہیں۔ اور اپنی پھٹی پر ہاتھ کوڑ تو دیکھیں، اُگراں کو انہیں واقعہ پیش کیا تو یہ دو مہی روپے سے پتہ چلا کہ وہ اس وقت وہاں میں ہرگز روپہ نہ لیں گے۔‘ (اکبر و مہدی، ص ۱۰۱، ۱۰۲)

مولانا ضیاء احمد سہارنپوریؒ کا تنخواہ لیسے سے انکار

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد کریم راہیؒ ہیں کہ

حضرت القاسم مولانا ضیاء احمد سہارنپوری صاحب جب پف مالہ قیومیہ کے بعد مظاہر انصاف میں اپنی تشریف لائے تو میر سے والد حضرت مولانا محمد نجی قادری صاحبؒ کا تقاب ہو چکا تھا۔ حضرت مولانا سہارنپوریؒ سے مدرسہ سے تنخواہ پے تو فرما کر کار کردہ تھا کہ میں اپنے صنف کی وجہ سے مدرسہ کا کام پورا نہیں کر سکتا، میں اب تنہا۔ محمد نجی صاحب میری بدست میں دورہ کے سہاق پر جاتے تھے اور انہیں پتہ ہے۔ وہ میرا کام سمجھتے تھے اور میں دورہ دورہ میں یہ مددیں سے رہا دکھاتے تھے اب چونکہ یہ کام چھوڑ دیا۔ چھوڑے اس مدرسہ کی تعلیم کا چھوڑ دیا میں اس لئے تنخواہوں کرے۔ یہ معلوم ہوا۔



حضرت شاہ محمد سحاق کے ہر کئی دن فاقہ تھا

حضرت قاری عبدالحسین صاحب پاؤں پتہ بھی حضرت مولانا شاہ محمد سحاق صاحب دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت شاہ صاحب، عموماً فرمایا کرتے کہ "کھانا میرے ساتھ کھانا۔"

لیکن جب حضرت کے بدامانوں سے ہجرت فرما جانے کے بعد جب قاری صاحب مد مکرمہ پہنچے تو حضرت سے اس مرتبہ بالکل عذاب معمول قاری صاحب سے کھانے کے لئے۔ پوچھا مگر دیسے نہایت تپاں اور جھٹ سے ملے۔ قاری صاحب کے اس میں حیاں آیا کہ "آج حضرت شاہ صاحب سے کھانے کے لئے نہ فرمایا۔" اور بدامانوں سے پھر رات کو کھانا حاصل کر کے کے بعد حضرت کی خدمت میں پہنچے تھے۔ تاہم خاموش رہے اور حیاں کر یا کہ کون خاص وجہ ہوئی۔

بدامانوں سے چلتے وقت وہ صاحب صاحب بدامانوں سے حضرت شاہ صاحب مدامانوں کے سے ایک ہر روز پے قاری صاحب کو اپنے تھے جب قاری صاحب سے وہاں حضرت کی خدمت میں پیش کرتے تھے اسے قبول فرماتے تھے بعد قاری صاحب سے رشتہ فرمایا۔ آپ کھانا کھانے کے ساتھ فرمایا۔ یہ۔ نہایت پے قاری صاحب کو اور بھی تجب ہو کر رہے۔ بچے سے پہلے تو کھانے کا۔ پوچھا مگر وہ پتے ہی کھانے کے لئے شا فرمایا، اس کی وجہ بعد میں معلوم ہوئی۔

اردو یہ کہ "جب قاری صاحب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو اس وقت ہی اس سے حضرت نے ماں قاری قاری کھانے کے سے کھانے کچھ بھی۔ بعد اس سے حضرت شاہ صاحب نے کھانے کے سے شروع میں۔ فرمایا جب قاری صاحب سے رشتہ پیش

اور کھانے کا نظام کو یہ وہاں وقت معمول کے مطابق قاری صاحب کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی خدمت بخشی۔ رات نہ سوتے۔

میں ڈیڑھ سو ہی لوگوں کا :

حضرت مولانا عبدالحسین علی البہا جو مدامانوں سے رشتہ فرمایا کہ علامہ حضرت محمد اور شاہ صاحب شہین کو میں نے نکو دیتے وقت روتے دیکھا ہے۔ آنکھوں سے "سو جان میں اور علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ

"میں خاص ہوتا تو وہ (علوم میں) بد نکو دہر جاتے۔"

مدرسہ دارالعلوم راجہ بدکی طرف سے حضرت شاہ صاحب کو دوسروں پہ نکو دہر ہے پر اس وقت اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "میں ڈیڑھ سو ہی لوگوں کا۔" (زیادہ نکو دہر نہیں لیتا) خیر صلہ پڑنے دوسروں ہوں۔ (سید مراد علی)

حضرت مولانا علی میاں کا مثالی زہد

یہ دور میں ایک ایسی شخصیت کا ذکر کرنا چاہیے، جس کے لئے اللہ نے دین ترقی کے تمام لوازمات کو بنی طور پر رکھ دیے تھے مگر اس شخصیت نے اپنے علمی وقار کے آگے یا کی چمک دکھ کو نظر نہ رکھی نہ دیکھا یہ وقت تھی مفکر اسلام حضرت مولانا سید جوہر علی مدنی نے جو اپنے وقت میں عام سلام کے مقبول تھے، ان کا وہ نہیں تھے، بالخصوص عرب کے لئے بلکہ ان کے لئے ان کے مقتصد تھے، مگر آپ جاتے تو اپنے اور پے اہل عداوت کے لئے ہاں، وہ ان کے امیر لکائیے مگر آپ نے سلام کی تاکید کرتے ہوئے پوری بے نیازی اور استغناء کے ساتھ حد تک طے کر دی، آپ کو کچھ نہ تھا، وہ اپنے مشتعل اور بڑے دھڑکے مگر آپ سے یہ ظہیر فوہات پتی است



کھر میں ہوتے۔

پتے اہل کھر کھیا کرتے

حضرت مولانا محمد ورہی اختر امت پر کاظم اپنے والد صاحب "اکابر" دیوبند کے ایساں افراد، قعات میں رقتہ رقتہ۔

"زمانہ طالب علمی میں ایک طالب علم سے احقرت شایہ پڑھے کا تصور آیا، اس کے بعد پر شروع رادیاں طالب علم کا یہ حال تھا کہ مدرسہ کی تعطیل کے زمانے وہ مدرسہ میں بیٹھا تھا، جب تک پیسے رچے تھے اس سے کھانے و میرہ کا انتظام نہ رہا تھا، جب فخر ہو جاتا تو کسی سے سوال نہیں کرتا تھا، جب بہت لوگ ملتی تو بہن منڈی میں شام کے وقت جا کر وہاں جو پتے پڑے ہوتے اس وقت وہاں ٹرک باندھ رکھا بیٹھا، فقر بہت چارہ نہ تھا، کھانا کھایا، مگر اس سے منکور۔ کیا، کبھی کبھی شریک بھی ہو جاتا۔

تقویٰ کی انوکھی مثال

استاذ محترم مولانا سلیم بہادر ملک لکھنوی فرماتے ہیں کہ مولانا شبیر احمد خان صاحب دیوبند کے والد ماجد مولانا محمد موسیٰ صاحب صاحب دیوبند کے زمانے کا واقعہ سناتے ہیں کہ مولانا محمد موسیٰ صاحب فرماتے تھے کہ

جب ہم دیوبند العلوم دیوبند چلے گئے تھے تو کچھ مضمون کے لئے کا انتظام دیوبند کی طرف سے نہیں تھا اور ہمارے قریب بھی دیوبند کے دیوبند میں کچھ نہیں تھا۔ ایک دن سے خوشے تھے، ایک اور دن

مکھ میں جیسے غرار کر رہے تھے نہ کسی شخص سے مسجد کا دروازہ کھلکھلتا، ایک ماہی گیا اور کچھ دیر کے بعد وہاں آیا، ہم میں سے کسی نے پوچھا کہ وہاں پر آئے ان کوں شخص تھا اور کیا بات تھی؟ تو اس طالب علم نے تھکی سے بتلایا کہ ایک شخص مشائی کا بیڑا تھا، یا تھا اور اس نے کہا کہ اس پر فخر پڑھ رہا تھا، لوگوں میں سے کہا کہ وہاں سے جاؤ، ہم یہ قسم پڑھے وہاں کا نہیں رہتے۔ اس پر مولانا محمد موسیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی سے یہ نہیں کہا کہ سے بیٹے اسے دونوں سے ہم جھوٹے ہیں، ہمارے لئے تو یہاں رکھا نامہاں تھا۔ بات کسی اور شخص کو مطالبہ اور اپنے علمی کام میں لگ گئے۔

نہیں فٹ پاتھ پر سو گئے :

مولانا فضل حق دیوبند ہیں کہ

"ایک مرتبہ میں مولانا عبداللہ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر کے ساتھ آ رہے تھے، دولت کو جہانگیر پہنچے، بھوک بھی لگی تھی، پیسے بھی ساتھ نہ تھے، ہم نے فٹ پاتھ پر سو گئے، اس وقت ہی حضرت شیخ نے فرمایا کہ "دونوں کو بھوک لگی ہے کہ بھوک یہاں کیا کرتے ہیں؟" پھر حضرت شیخ نے فرمایا، "چلو جو کچھ فروگوں کے پاس سے جمع کرو چار روپیہ پاس تھے، اس کو میں نے سوار کے لئے رکھے تھے، حضرت شیخ نے فرمایا کہ "حالی چیت سوار کیا کرو گے؟ ایک روپیہ مولانا صاحب کے پاس تھا، اور وہ اس کو اپنے حضرت شیخ کے پاس سب"

جمع کر کے مردان تک کرایہ پورا ہوا، لہذا جب مردان پہنچے تو گاڑی والے کو بتایا کہ کرایہ رستم میں دیں گے۔ رستم میں ان کو کرایہ دے کر رخصت فرمایا اور سوکھی روٹی کھا کر گزارہ کیا۔

رائے پور کی خانقاہ کا زمانہ عشر و تنگی :

رائے پور کی خانقاہ کا شروع کا زمانہ بڑے عشر و تنگی کا تھا۔ طالبین کو بڑے محنت مجاہد سے گزرنا پڑتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری فرماتے تھے کہ :  
 "سلسلہ دس سال ایسے گزرے ہیں کہ ہم لوگوں کو جو طالبین کی حیثیت سے خانقاہ میں رہتے تھے، ایک دن میں صرف ایک روٹی بکلی کی ملتی تھی اور وہ بھی درمیان سے بالکل بکلی ہوتی تھی۔ جو صاحب پکانے والے تھے، انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ روٹی بکلی یا نہیں بکلی۔ سالن یا دال ترکاری کا کوئی سوال ہی نہ تھا، گاؤں سے کسی دن چھاپو آ جاتی تھی تو کھانے پینے کے لحاظ سے ہم خانقاہ والوں کے لئے گویا وہ عید کا دن ہوتا۔"  
 حریر فرمایا کرتے کہ :

"اس (یونی) کے علاقہ کے ہمارے ساتھی تو وہی ایک روٹی آدمی آدمی کر کے دنوں وقت کھاتے لیکن میں پنجاب کا رہنے والا تھا، اس لئے ایک ہی وقت میں کھا لیتا تھا اور دوسرے وقت میں بس اللہ کا نام۔"

(اعترافِ گناہ، ص ۱۰۱)

اللہ کا دیا سب موجود ہے :

مرشد العلماء، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سر اجیہ کنڈیہ

فرماتے ہیں :

"تحریک نظامِ مصطفیٰ کے دوران ایک بار مجھے اپنے ذرائع سے معلوم ہوا کہ مفتی محمود صاحب بے حد مالی مشکلات سے دوچار ہیں۔ میں ان سے سہالہ میں ملنے کے لئے اکثر جانا رہتا تھا لیکن انہوں نے مجھے کبھی اس بات کا احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ ان کا ہاتھ تنگ ہے، جب مجھے حالات کا علم ہوا تو میں جاتے وقت کچھ پیسے بھی ساتھ لے گیا، میں نے مفتی صاحب کو یہ بتائے بغیر رقم دینے کی کوشش کی کہ مجھے ان کے حالات کا علم ہے، لیکن انہوں نے کچھ لینے سے بصر انکار کر دیا۔ وہ میرے صبر و بردباری کی کہنے رہے کہ :  
 "اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے۔"

میں نے اپنی سی بہتری کوشش کی کہ انہیں وہ رقم دینے میں کامیاب ہو جاؤں، لیکن انہوں نے میری ایک نہ چٹلے دی۔ اس کے باوجود وہ مجھ سے زیادہ محبت کرتے تھے، آخر کار مجبور ہو کر وہ رقم میں ان کے بکلیے کے نیچے چھوڑ آیا۔ (قوی افسوس میں...)

آج پیسے آئے تو خط لکھ رہا ہوں :

حضرت مولانا محمد الیاس کا واقعہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں کہ :  
 "ان کا نظام الدین سے خط آیا کہ گئی دن سے جنہیں ایک ضروری خط لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں، مگر میرے پاس پیسہ نہیں تھا اور محض خط کے واسطے قرض لینے کو جی نہ چاہا، آج پیسے آئے تو کارڈ لکھ رہا ہوں۔" اس زمانہ میں کارڈ وہ پیسے میں آتا تھا۔

(اکبر، ص ۱۰۱، ج ۱، ہذا، ج ۱، ص ۱۰۱، ج ۱، ص ۱۰۱)

جی نہیں چاہتا کہ موت آئے اور ملک میں پیسہ ہو :

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اپنے والد محمد نجی کا نہ حلوئی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ والد کے انتقال کے بعد کئی سال تک لوگوں کے میرے پاس خطوط آتے رہے کہ مولانا مرحوم نے اتنے فیضی بھتیگی زہور کے دیئے تھے، اب تو اسی وقت مجھے تھے مگر دام بیچنے میں تساہل ہوا اب بھیجیں ہوں۔ اور بعض لکھتے ہیں کہ اس وقت تو پیسے بیچنے میں ہمیں تساہل ہوا اور اب اتنی منجائش نہیں معاف کر دے اور اس کے ساتھ ہی میرے والد صاحب کا معمول تھا کہ رات کو اپنے پاس پیسہ نہیں رکھتے تھے، اگر روپیہ یا اس سے زائد ہوا تو کسی قرض خواہ کو دیدیا اور کم ہوا تو بچوں کو دیدیا اور یوں فرمایا کرتے کہ :

”میرا جی نہیں چاہتا کہ رات کو اگر موت آجائے تو میری ملک میں کوئی

پیسہ ہو“۔ (اکابر علماء و محدثین کی زندگی میں ص ۵۸)

ٹوپیاں بن کر تحصیل علم کرتے رہے :

ابو عبد اللہ ہند ملتی کفایت اللہ نور اللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ :

”جب آپ مراد آباد کے مدرسہ میں قیام پزیر تھے کھانے کا انتظام مدرسہ کی طرف سے تھا، تعلیم کے دیگر اخراجات آپ خود ہی برداشت کرتے تھے۔ آپ کے والد نادار تھے، اس لئے وہ تعلیم کے پورے اخراجات برداشت نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کے عطیات سے طبعاً نفرت تھی۔ تحصیل علم کے تمام زمانہ میں کسی مسجد میں قیام نہیں کیا۔ اپنی طالب علمی کے دوران میں تاکے (وحامے) کی ٹوپیاں کروٹیا سے بننے لگے اور فروخت کرتے تھے، بہت عمدہ مختلف رنگ کے ریشمی پھول بناوٹ میں ہوتے تھے۔ دو تین روز میں ایک ٹوپی تیار ہوتی تھی۔ دو روپے میں فروخت ہوتی تھی اور اسی طریقے سے آپ اپنا گذارا

کرتے تھے۔ (ابو عبد اللہ ہند ملتی کفایت اللہ میں ص ۳۰)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی فقر و فاقہ اور صبر :

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے یہاں جب متصل تین تین دن تک فقر و فاقہ ہوتا تو یہی کہتی کہ : ”حضرت اب تو صبر نہیں ہو سکتا“۔ آپ فرماتے کہ : ”ہمارے لئے جنت میں کھانے تیار ہو رہے ہیں اور صبر کرو، ان شاء اللہ بہت ہی جلد اس نعمت سے مالا مال ہوں گے۔“

اللہ اکبر! یہی بھی خدا کی بھڑی ایسی شاکرہ و صابرہ تھیں کہ جنت کے اوجہ پر رضا مند ہو کر خاموش ہو جائیں۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بہ فیض ص ۴۶)

حضرت میاں جی نور محمد کا زہد اور ذکر اللہ سے محبت :

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے شیخ حضرت میاں جی نور محمد کے حالات میں لکھا ہے کہ :

”جب بازار جاتے تو اپنے ساتھ چیموں کی ایک جھلی رکھ لیتے، جب کسی دکان سے چیز خریدتے تو وہ جھلی دکاندار کو دے دیتے اور اس سے فرماتے کہ اس جھلی میں سے اپنے پیسے لے لو۔ ان کا خیال تھا کہ کون جھلی میں سے پیسے نکال کر اس کو جھنے کے چکر میں پڑے، اتنی دیر میں دس مرتبہ ”سبحان اللہ“ پادس مرتبہ ”الحمد للہ“ کہہ لیں گے، اتنا وقت کیوں پیسے جھنے میں صرف کیا جائے۔“

مجھے تنخواہ میں اضافہ منظور نہیں :

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود حسن صاحب کی تنخواہ و دارالعلوم نے پچاس روپے سے

کچھ بڑا حادثہ۔ معلوم نہیں پانچ سات روپے یا کتنے بڑے حائے ہوں گے۔ انہوں نے آکر معذرت کی اور کہا کہ میں تو خدا کے ہاں پچاس کے حساب سے بھی ڈرتا ہوں۔ مجھے اور تنخواہ نہیں چاہئے۔ میں اسی کا حساب نہیں دے سکتا۔ تنخواہ اور بڑا حاکم میں کہاں جھیلے میں پڑوں گا، مجھے نہیں چاہئے، مجھے وہی تنخواہ کافی ہے۔

یہ دنیا میرے گھر میں نہیں رہے گی :

جب حضرت شیخ الہندؒ کی شادی ہوئی تو پہلی رات میں اپنی بیوی سے یہ کہا کہ :  
"اگر یہ زیورات رکھتے ہیں تو میری تنہائی نہیں ختم ہوگی، یہ دنیا میرے گھر میں نہیں رہے گی" اور مرحوم نے یہ کہا کہ : "یہ حاضر ہیں، جہاں تیری چاہ ہے آپ خیرات کر دیجئے یا جو دل چاہے کہجئے۔"

اس محنت سے نجات ہو جائے گی :

حضرت مولانا امیر حسین صاحب کا مکان مکی مٹی کا تھا، ہر سال برسات کے دنوں میں لپائی کی جاتی، اس میں کافی پیسہ اور وقت خرچ ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے حضرت میاں صاحبؒ سے کہا :

"حضرت آپ جتنا خرچ سالانہ اس کی لپائی پر کرتے ہیں اگر ایک

مرتبہ پختہ اینٹوں سے بنانے میں خرچ کر لیں تو دو تین سال میں یہ خرچ برابر ہو جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس محنت سے نجات ہو جائے گی۔"

سن کر فرمایا : "ماشاء اللہ! بات تو عقل کی تھی، ہم بوڑھے ہو گئے، ادھر دھیان ہی نہ گیا۔" پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا : "میرے پڑوسی میں سب غریبوں کے کچے مکان ہیں، اگر میں اپنا مکان پکا بنواؤں تو غریب

پڑوسیوں کو حسرت ہوگی اور اتنی وسعت نہیں کہ سب کے مکان بکے بنواؤں۔" حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت تک اپنے مکان کو پختہ نہ کیا جب تک پڑوسیوں کے مکان بکے نہیں بن گئے۔

(اللہ والوں کی دعا ہے یہ مفتی م ۱۷۷)

مفتی محمد شفیعؒ اور ایک سرمایہ دار کے گھمنڈ کا واقعہ :

صدر العجب خان کی صدارت کا زمانہ تھا اور انکشن ہو رہے تھے۔ اس انکشن میں ایک بہت بڑے سرمایہ دار دولت مند بھی کھڑے ہو گئے۔ ان کے حلقے میں "لسبیلہ" بھی آگیا، جہاں ان دنوں مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا مکان وہاں تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا علاقے میں ایک اثر تھا، اس لئے ان کے دماغ میں یہ خیال آیا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس جا کر حمایت حاصل کی جائے۔ چنانچہ ایک دن وہ سرمایہ دار صاحب اپنے پورے لشکر کے ساتھ گھر کے دروازہ پر پہنچ گئے اور گھنٹی بجائی، مفتی محمد تقی صاحبؒ دروازے پر گئے اور ملاقات کی تو انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ میں فلاں ہوں اور اس انداز سے اپنا نام بتایا کہ اس کا خیال تھا کہ میرا نام سننے ہی کہا جائے گا کہ فرمائیے کیا بات ہے؟ پھر دوبارہ کہا کہ میں فلاں ہوں اور مفتی صاحبؒ سے ملنا چاہتا ہوں۔ مفتی محمد تقی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ وقت مفتی صاحبؒ سے ملنے کا نہیں ہے۔ یہ جواب سن کر چہرہ دیکھنے کے قابل تھا کہ میں کسی کے گھر پر جاؤں اور وہ یہ کہہ دے کہ یہ ملنے کا وقت نہیں ہے، اس نے پھر کہا کہ میں اتنی دور سے ملاقات کے لئے آیا ہوں، میں نے کہا کہ آنے سے پہلے آپ کو چاہئے تھا کہ وقت معلوم کر لیتے کہ ملاقات کے اوقات کیا ہیں۔

بہر حال! وہ شیخ پا ہوا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں مفتی صاحبؒ سے شکایت کروں گا، آپ نے میرے ساتھ بد اخلاقی کی ہے۔

هذا شفاء للناس

## مجربات گستونی

مہلک بیماریوں کا روحانی علاج

مؤلف: حضرت مولانا امین الحق صاحب گستونی

کینسر بلڈ پریشر فالج شوگر امراض گردہ امراض قلب جنات اور جادو  
توڑنے وغیرہ کے مجرب اعمال۔

ناشر:

خانقاہ گستویہ

ضلع ژوب بلوچستان

میں نے کہا کہ جب آپ ملاقات کے لئے تعریف لائیں تو شکایت کرو دیجئے گا۔ چنانچہ پھر اس نے وقت لیا اور دوبارہ ملاقات کے لئے آیا۔ اس وقت اس نے آ کر شکایت بھی کی کہ میں کچھلی مرچہ بھی آیا تھا لیکن ملاقات نہیں ہوئی اور پھر پینکشن کی کہ آپ کا دارالعلوم کہاں ہے؟ میں دارالعلوم میں یہ بنواؤں گا اور وہ بنواؤں گا۔ حضرت والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے، الحمد للہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمان ایک ایک دودھ رو پیہ جو چندہ دیتے ہیں اس سے کام چل جاتا ہے اور اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں کوئی حاجت نہیں۔ بڑا ہی ناکام اور نامراد ہو کر واپس چلا گیا۔

بہر حال اس کے دماغ میں یہ بات تھی کہ میرا نام سن کر اس پر لرزہ طاری ہو جائے گا جبکہ اس قسم کی کیفیت خود اس پر طاری ہوئی۔ (اللہ ان کی دنیا سے بہشتی بنائے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆